قل هذه سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی

تکمیل الارشاد

از

جناب مولنا مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ

مکہ مکرمہ

حسب الارشاد فیض بنیاد عالیجناب مولنا مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب

رئیس بھیکن پور

باہتمام خاکسار رشید احمد انصاری

مطبع احمدی علی گڑھ میں طبع اور شائع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساری خوبیاں اُسی کے لیے ہیں جسکے جوش کرم نے بغیر کسی استحقاق کے اپنے بندوں کو خلعت ہستی عنایت فرمایا اور عدم سے وجود میں لایا یہ وہ پہلی نعمت ہی جس کی وجہ سے بہت بندے مراتب عالیہ کو پہنچے اور پایا جو کچھ پایا اُس کی محبت سے بعید نہیں کہ ہمکو بھی انہیں میں کر دے اُسکے بعد اسکا بڑا فضل یہ ہوا کہ اُس نے ہماری ہدایت کے لیے اپنے سچے رسول بھیجے جنکے سردار ہمارے ہادی برحق افضل المرسلین سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی صفت رحمۃ اللعالمین ہی۔ جنکے خلق کی تعریف اللہ تعالی کرتا ہے اور (انک لعلی خلق عظیم) فرماتا ہے وہ پیارے رسول جنکے اخلاق حمیدہ نے عالم کو مسخر کرلیا جنکے نور ہدایت نے آسمان و زمین کو منور کر دیا (صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی جمیع آلہ واصحابہ اجمعین۔

اسکے بعد راقم سطور خیرخواہان اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے مگر انہیں سے عرض ہی جو دردمندی سے سنیں اور امر حق پر عمل فرماویں اور اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو متنبہ کریں۔

اے بھائیو یہ وقت اُس رسول مکرم کی امت برگزیدہ پر عجب فتنہ کا ہی جس ہادی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چند روز میں عرب جیسی سخت اور جنگ جو قوم میں خلق و مروت کی روح

چونکہ یہ تھی اور پھوٹ و نفاق کو مٹا کر خلقت محمدی اور اخوت اسلامی ان میں قائم کردی تھی اُس کی امت کا اسوقت یہ حال ہے کہ دشمنان اسلام بدخلقیوں میں انہیں ضرب المثل سمجھتے ہیں اُنکے شقاق و نفاق کی آگ زمین سے آسمان تک مشتعل ہو رہی ہے۔ اللھم ارحم امۃ محمد اللھم اصلح امۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

ادنٰی ادنٰی بات پر لڑائی ہے تھوڑے سے اختلاف میں دشمنی کی نوبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ تکفیر کا فتویٰ تیار ہوتا ہے۔ ایک طرف تو دشمنانِ دین اسلام کی بیخکنی میں ہیں مگر یہ پیروان اسلام کافر بناکر اسلام کا خاتمہ ہی کر دیتے ہیں۔

ذرا غور کرو اگر فرق اسلام کی باہمی تکفیر کو دیکھا جاوے تو ہندوستان میں کوئی مسلمان نظر نہ آئیگا بجز اسکے کہ حاکم وقت کی مردم شماری میں دیکھا جاوے۔

اے ہادیان اسلام

درمنارہی سے نظر کرو اور سیرت محمدیہ اور طریقہ سلف پر غور کرکے اسوقت کے رُوس کو دیکھو اور اسلام کا ضعف اور مسلمانوں کی بیکسی پیش نظر کرو۔

کیا ہماری شریعت غرا اور خلق محمدی اسیکا مقتضی ہے کہ کلمہ گویوں کو اور اللہ اور رسول کے ماننے والوں کو وہابی، بدعتی نیچری وغیرہ کہکر اُنسے تعلق اسلامی ترک کیا جاوے یا کفر کا فتویٰ دے کر جماعت اسلام کو کم کیا جاوے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ نیست و نابود کردیا جاوے افسوس صد افسوس اسلام کی دشمنی کرکے ہمارے بھائی خیر خواہ اسلام ہونیکا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اسوقت میں یہ تصفیہ نہیں کرتا کہ وہابی بدعتی نیچری کہنے کی کیا معیار ہے بلکہ یہ کہتا ہوں کہ جو اللہ رسول کو مانتے ہیں اور شہادتین کے مقر ہیں یعنی کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ سچے دل سے پڑھتے ہیں اُن سے کیا

برتاؤ کرنا چاہیے اور اگر اُن سے کوئی بات ہمارے زعم میں خلاف اسلام نکلی یا کوئی فعل اُنکا ایسا دیکھا جاوے تو بے تامل انہیں کافر و فاسق بناکر علیحدہ ہو جانا چاہئے اور جہانتک ہوسکے اُنکی تخریب و تذلیل کے درپے ہونا چاہیے یا حتی الوسع اُنکے کلام میں اُن کے فعل میں تاویل کرکے اسلام سے خارج نہ کرنا چاہیے اور موقع وقت پر دردمندی سے سمجھا دینا چاہیے اور اُنکی لیے دعا کرنی چاہیئے۔

اس فیصلہ کے لیے میرے نزدیک سلف صالح کا برتاؤ دیکھنا کافی ہو کیونکہ وہ ہر طرح قرآن و حدیث کے زیادہ جاننے والے اور عمل کرنیوالے تھے۔ اُنکا تقوی اُنکی دینداری اسوقت کے مسلمانوں سے ہزار حصہ زائد تھی اور غالباً تمام مسلمان سلف صالح کے برتاؤ کو قطعی فیصلہ سمجھیں گے اور اس برتاؤ دریافت کرنے کے لیے برگزیدہ طریقہ یہ خیال میں آیا کہ اکابر محدثین اور آئمہ مجتہدین کو دیکھا جاوے کہ وہ علم حدیث کی تعلیم و تعلم میں مختلف اسلامی فرقوں سے کیا برتاؤ رکھتے تھے یعنی ہمارے اکابر نے شیعہ رافضی خارجی معتزلی یعنی نیچری وغیرہم کو اپنی مجلس تعلیم حدیث میں اُنکو اسی طرح آنے دیا جیسے اہل سنت کو اور انہیں حدیث کی تعلیم اسی طرح دی جسطرح اپنے گروہ مقبولہ کو یا ایسا نہیں کیا۔ ایسی ہی اُنکی مجلس تعلیمیہ دینیہ میں خود گئے اور اُنکی شاگردی اور اُن سے حدیث کی روایت کی ہو یا نہیں اسیطرح اپنی مجلسوں میں اُنکی تعظیم اور ادب کیا ہے یا نہیں۔ جب یہ مذہبی برتاؤ ثابت ہو جائیگا تو اور امور سب اس کی فرع ہیں۔

علم حدیث پر کامل نظر کرنے سے نہایت واضح ہوتا ہو کہ تمام فرق اسلامیہ میں باہم روایت حدیث کا سلسلہ اور اُستادی شاگردی کا تعلق اور اُسکا برتاؤ رہا ہے۔

اور ہمارے اکابر نے اسی پر قناعت نہیں کی کہ اُنسے علم دین ہی کو سیکھا اور سکھایا

بلکہ اُنکے فضل کی تقوی کی دینداری کی اُسیقدر مدح کی ہی جسقدر اکابر اہل سنت کی کی ہی لیکن اسکے ساتھ ہی اُنکے عقائد اور عمل کی خرابی کو بھی بیان کردیا ہی خذ ما صفا ودع ما کدر پر پورا عمل کیا ہے سبحان اللہ کیا حق پرستی اور انصاف پسندی ہی۔

الغرض جو فاسد العقیدہ صدق و دیانت کیساتھ جس مدح کا مستحق ہوا ہی اسی طرح کی مدح کی ہی یہانتک کہ جرح و تعدیل کا امام مان لیا ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ جس راوی کو یالائق اعتبار کہیں وہ اعتبار کے لائق ہی اور جسے غیر معتبر کہدیں وہ غیر معتبر ہے اس انصاف کی انتہا ہی۔

اب میں چند قول اور ایسے راویوں کا نقشہ پیش کرتا ہوں جس سے میرے بیان کی تصدیق ہوگی اور معلوم ہو جائیگا کہ ہماری اُن حدیثوں کی کتابوں میں جنہیں ہمارے بزرگوں نے بالاتفاق صحیح مانا ہی اور صحاح ستہ کے لقب سے ملقب کیا ہی ان میں ایسے راویوں سے بھی حدیثیں ہیں جو اہل سنت نہیں ہیں۔

۱۔ علامہ عینی

بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں۔

قال النووي وقع في الصحيحين وغيرهما من كتب ائمة الحديث الاحتجاج بكثير من المبتدعة غير الدعاة الى بدعتهم ولم تزل السلف والخلف على قبول الرواية منهم والاستدلال بها	علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں علماء ایسی حدیثوں سے احکام شرعی اور مسائل پر دلیل لاتے ہیں جن حدیثوں کے راوی بدعتی ہیں لیکن وہ اپنے عقیدہ اور مذہب کی طرف داعی نہیں اور ایسی حدیثیں بخاری اور مسلم اور انکے سوا دوسری کتابوں میں بہت سی ہیں اور ایسی حدیث سے استدلال کوئی نئی بات نہیں بلکہ پہلے سے متقدمین اور متاخرین

والسماع منهم من غیر انکار (تمام اہل سنت) کا یہی یہ طریقہ رہا ہے کہ انہوں نے ایسے بدعتیوں سے روایت سنی اور اُسکو مانا اور حجت جانا۔

امام نودی بیان تین بات فرماتے ہیں۔

(۱) صحیحین میں اور دوسرے اماموں کی کتب حدیث میں بہت مبتدعین (یعنی اہل سنت کے سوا) کی روایتیں ہیں لیکن وہ مبتدعین جو اپنی بدعت کی طرف داعی نہ تھے۔

(۲) سلف سے خلف تک سب نے مبتدعین کی روایت قبول کی ہے اور اسے قابل حجت سمجھا ہے۔

(۳) بینے خوشی سے اور رغبت سے اُن سے حدیث سنی اور اُنہیں سنائی ہے۔

امام ممدوح نے غیر داعی کی قید لگائی ہے تو غالباً اسلیے کہ ایسے راوی بہت زیادہ ہیں اور کسی کو انکی روایت میں کلام نہیں۔ اور جو اپنی بدعت کی طرف داعی ہیں اُن میں اختلاف ہے بعض اُن سے روایت نہیں کرتے مگر آیندہ ہمارے نقشہ سے معلوم ہو جائیگا کہ صحاح میں بعض راوی ایسے مبتدع بھی ہیں کہ وہ داعی الی البدعۃ تھے۔ اہل حق کے لیے تو یہی منقولہ کافی ہے مگر زیادہ اطمینان اور توضیح کے لیے کچھ اور لکھتا ہوں۔

۲۔ علامہ شمس الدین ذہبی

تذکرہ میں قتادہؒ کا سخت قدریہ ہونا بیان کرکے لکھتے ہیں۔

مع ھذا الاعتقاد الردی ما تاخر احد عن الاحتجاج بحدیثہ اللہ یسامحہ — اسقدر خراب عقیدہ ہونے پر بھی تمام اہل سنت نے ان کی حدیث کو مانا کسی نے چھوڑا نہیں خدا قتادہ سے درگذر کرے۔

اسی تذکرہ میں عبدالوارث بن سعید کے حال میں لکھا ہے۔

وکان من ائمۃ ھذا الشان	عبدالوارث باوجود بدعتی ہونے کے فن حدیث کے
علی بدعۃ فیہ ولم یتأخر عنہ	امام ہیں اور تمام اہل سنت نے انکی حدیث کو مانا ہے
احد لاتقانہ ودینہ وترکوہ	چونکہ یہ متقی اور دیندار تھے اور حدیث کو خوب یاد رکھتے
وبدعتہ۔	تھے اسلیے اُن سے حدیث روایت کرنے میں کسی نے

تامل نہیں کیا البتہ انکی بدعت سے تعرض نہیں کیا اور انکی بدعت کو انکے لیے چھوڑ دیا۔

۳- علامہ سیوطی

تدریب الراوی میں لکھتے ہیں۔

لکن فی الصحیحین احادیث عن	بخاری مسلم میں بدعتین کی ایسی جماعت سے حدیثیں
جماعۃ من المبتدعۃ عرفت	ہیں جن کی سچائی معلوم ہے اور حدیث دانی میں مشہور ہیں
صدقھم و اشتھرت معرفتھم	بدعتی ہونیکی وجہ سے انکی قبولیت میں فرق نہیں آیا۔
بالحدیث فلم یطرحوا للبدعۃ	

علامہ سیوطی نے یہاں غیر داعین کی قید نہیں لگائی۔ اسیلیے کہ بعض راوی داعی بھی ہیں۔

۴- علامہ سخاوی

شرح الفیہ میں مبتدع سے روایت کے متعلق جو اقوال نقل کرتے ہیں اُس سے انتخاب کرکے اُسکا ماحصل لکھتا ہوں۔

اتفق ابوحنیفہ والشافعی والثوری	امام ابوحنیفہ اور امام شافعی جو اہل سنت کے پیشوا ہیں

وابن ابی لیلی وائمة الحدیث
والمتکلمون رحمهم الله علی
ان یقبل روایة المبتدع
مطلقاً وان کانوا کفاراً او فساقاً
بالتاویل الا من استحل الکذب
لان اعتقاد حرمة الکذب
تمنع من الاقدام علیه وقال
الرازی وهو الحق وقال ابن
دقیق العید وهو القوی
دلیلا وقد روی اکثر ائمة الحدیث
والنقاد کالبخاری والمسلم
غیرهما عن المبتدعین الداعین
علی وجه الاحتجاج۔

اور سفیان ثوری اور ابن ابی لیلی جو محدثین کے امام
ہیں اور متکلمین جو عقائد اہل سنت کے محافظ ہیں ان
تمام کا مذہب ہے کہ مبتدع کی روایت مقبول ہے
خواہ وہ داعی ہوں خواہ وہ تاویل سے کافر یا فاسق
ہی ہوں ہاں یہ ضرور ہے کہ انکے مذہب میں جھوٹ بولنا
حرام ہو اور جائز نہو اسلیے کہ ایسے مذہب کا شخص
جو اہل قبلہ سے ہو کبھی رسول خدا پر جھوٹ بولنے کی
جرأت نکریگا اور وہ ضرور اس سے رکیگا۔ امام
فخر الدین الرازی فرماتے ہیں کہ یہی بات حق ہے کہ تمام
ایسے اہل قبلہ کی روایت قبول کیجیے۔ ابن دقیق
فرماتے ہیں کہ دلیل اس کی موید ہے۔ چنانچہ اکثر
آئمہ نے محدثین سے ایسے مبتدعین کی جو داعی ہیں
روایت قبول ہی کی اور مانا ہے۔

اس قسم کے اور اقوال بکثرت ہیں اور بوجہ خوف طوالت میں اُن تمام کو چھوڑے دیتا ہوں محض انہی چند اقوال پر اکتفا کرتا ہوں البتہ اب میں اسکے ثبوت کے لیے بعض ایسے راویوں کا نام بتاتا ہوں جو مبتدع ہیں اور بعض اُن میں سے داعی بھی تھے اور ہمارے سلف صالح نے اُن سے روایت کی ہے۔

اہل سنت کے ہاں کتب احادیث میں چھ کتابیں زیادہ معتبر اور صحیح مانی گئی ہیں اور ان چھ میں سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو یہ خصوصیت ہے کہ قرآن کے بعد صحیح بخاری سے

محدثین اُسے نہیں چھوڑتے اور رسول خدا کی حدیث کو اُس سے لیتے ہیں اس کی مجلس میں جاتے بھی ہیں اور اپنی مجلس میں آنے سے منع نہیں کرتے۔

(۳) ذربن عبد اللہ ابو عمرو الکوفی المرہبی۔ مرجیہ ہیں۔ باوجود مرجیہ ہونیکے صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے امام بخاری جیسے مشدد نے ان سے روایت کی اور حدیث سیکھی اُنکی مجلس میں گئے اور اپنا استاد بنایا۔

(۴) شبابۃ بن سوار مرجیہ ہیں لوگونکو اپنے عقیدے کی طرف بلاتے تھے اسپر بھی صحاح ستہ میں ان سے روایت کی ہے اور محدثین نے روایت کو نہیں چھوڑا اگرچہ بعض کی رائے ہے کہ اُنہوں نے اپنے عقیدے سے رجوع کیا تھا ۲۰۶ھ میں انتقال کیا۔

(۵) عبد الحمید بن عبد الرحمن ابو یحییٰ الحمانی مرجیہ ہیں اور اپنے عقیدہ کی لوگوں میں علی الاعلان اشاعت کرتے تھے اور اُس کی طرف بلاتے تھے اسپر بھی نسائی کے سوا تمام محدثین صحاح نے انسے روایت کی ہے۔

(۶) سالم بن عجلان مرجیہ ہیں عقیدے میں نہایت سخت تھے اور لوگونپر سختی کرتے تھے اور نیز اپنے عقیدے کی طرف داعی بھی تھے پھر بھی امام بخاری نے بخاری میں ان سے روایت کی ہے اور ابوداود۔ ابن ماجہ۔ نسائی میں بھی ان سے روایت ہے ۱۳۲ھ میں انتقال کیا۔

(۷) عبد الحمید بن عبد العزیز ابن ابی رواد۔ کٹے مرجیہ ہیں اپنے عقیدہ کی علی الاعلان اشاعت کرتے تھے اور لوگونکو اس طرف بلاتے تھے اسپر بھی لوگ اُنکی عظمت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دیندار ہیں سچے ہیں۔ امام شافعی نے انسے پڑھا اور شاگردی کی بخاری کے سوا تمام کتب صحاح میں انکی روایت ہے ۲۰۶ھ میں انتقال کیا۔

(۸) **عثمان بن غیاث البصری** مرجیہ ہیں اسپر بھی امام المحدثین یحیی القطان امیر المومنین فی الحدیث شعبہ جو فن رجال کے اول بانی ہیں انکے شاگرد ہیں اور ان سے حدیث پڑھی اور اپنا اُستاد بنایا اور ائمہ حدیث نے انسے روایت کی خصوصاً بخاری مسلم۔ ابوداؤد و نسائی نے۔

(۹) **عمر بن ذر الہمدانی** مرجیہ ہیں اور اسکے فرقہ کے پیشوا اور امام مانے جاتے تھے۔ اسپر امام المحدثین یحیے بن سعید القطان فرماتے ہیں۔ دیندار تھا اسلیے اس کی حدیث معتبر ہے عقیدہ کی خرابی سے اس کی حدیث نہیں چھوڑی جا سکتی۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ سچے دیندار ہیں اور بہترین لوگوں میں ہیں۔ امام بخاری۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ جیسے محدثین ان سے روایت کرتے ہیں اور انکے شاگردوں میں داخل ہیں ۱۵۳ھ میں انتقال ہوا۔

(۱۰) **عمرو بن مرہ بن عبداللہ الکوفی مرجیہ وفات ۱۱۶ ہجری** امام ہیں بڑے لوگوں میں ہیں انکے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے اور کل اصحاب صحاح انکی حدیث کو خوب سمجھتے ہیں حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ مینے اعمش کی زبان سے کسی کی تعریف نہیں سنی بجز عمرو بن مرہ کے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ مینے جسوقت عمرو کو نماز پڑھتے دیکھا یہ گمان کیا کہ جب تک نماز قبول نہو گی یہ ہٹے گا نہیں۔ عبدالملک بن ہبیرہ نے انکے جنازہ پر یہ کہا کہ انہیں میں تمام دنیا سے بہتر گمان کرتا ہوں۔ مسعر کہتے ہیں کہ کوفہ میں اُس سے زیادہ کوئی مجھے محبوب نہ تھا اور نہ کوفہ میں کوئی اُس سے افضل تھا۔ عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہیں کہ کوفہ میں چار شخصوں کی حدیث میں کوئی اختلاف نہیں کرتا۔ اور جسنے اختلاف کیا وہ خطا پر ہے اُن میں ایک عمرو بن مرہ ہیں ابن حبان بھی انہیں مرجیہ کہتے ہیں غور کرنیکا مقام ہے کہ باوجود مرجیہ ہونے کے اکابر اہل سنت نے کسقدر تعریف کی ہے

یہانتک کہ تعداد میں تمام روی زمین کے علما و فضلا سے بہتر کہا ہی۔

(۱۱) **عبد الکریم بن محمد الجرجانی وفات سنہ ١٢١ھ مرجیہ** یہ جرجان کے قاضی تھے عمدہ قضا کو چھوڑ کر مکہ معظمہ چلے گئے تھے۔ امام اعظم کے شاگرد اور امام شافعی کے استاد ہیں خلاصہ تذہیب میں انکی نسبت لکھا ہے کان من خیار عباد اللہ مرجیا یعنی اللہ کے بہترین بندوں میں سے تھے اور مرجیہ تھے۔ اے مسلمانو ہمارے اکابر کو دیکھو کہ مرجیہ بھی کہتے ہیں اور پھر انہیں بہترین بندوں میں بتاتے ہیں اور ترمذی ان سے روایت کرتے ہیں۔

(۱۲) **محمد بن خازم ابو معاویہ الضریر** مرجیہ ہی نہیں بلکہ اس گروہ کے سردار اور پیشوا تھے اور زور شور سے اپنے عقیدہ کی دعوت دیتے تھے اور لوگونکو اس طرف کھینچتے تھے اہل سنت کی کتاب خلاصہ میں انکو احد الاعلام لکھا ہے اور تہذیب الکمال میں انکی بہت کچھ تعریف کی ہے اور حضرت امام احمد جو محدثین اور مقلدین دونوں کے امام ہیں انکے شاگرد ہیں اور یحیی ابن معین نے بھی ان سے حدیث سیکھی۔ تمام اصحاب صحاح خصوصاً امام بخاری نے انسے روایت کی ہی۔

(۱۳) **ورقا بن عمر والیشکری مرجیہ المتوفی سنہ ١٦٠ھ** ابو داود سجستانی فرماتے ہیں کہ یہ صاحب سنت ہیں لیکن مرجیہ ہیں صحاح ستہ میں انکی روایت ہی علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ حدیث کے امام ہیں جن کی حدیث معتبر اور مقبول آثار کے استاد تھے

(۱۴) **یحیی بن صالح مرجیہ المتوفی سنہ ٢٢٢ھ** صاحب خلاصہ انکی نسبت لکھتے ہیں کہ فقہ اور حدیث کے ایسے واقف تھے کہ انکا شمار بڑے طبقہ محدثین اور فقہا میں ہی جن سے نسائی کے سوا تمام کتب صحاح میں حدیث مروی ہی اور امام بخاری

کے استادوں میں ہیں بعض نے انکو جہمیہ بھی کہا ہے۔

(۱۵) حماد بن ابی سلیمان الفقیہ مرجیہ المتوفی سنہ ۱۲۰ھ | فقہ حنفی کے بڑے رکن ہیں اکثر مسائل انہی سے مروی ہیں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؓ کے استاد ہیں فقہ کے مسائل امام صاحب نے انہی سے سیکھے ہیں۔

ابن بعض نے انکے متعلق لکھتے ہیں کہ دیندار اور مسلمانوں کے پیشوا اور مقتدا تھے مسائل میں اجتہاد کرتے تھے اور اپنے وقت میں مجتہد مانے جاتے تھے۔ نسائی ابن حبان اعمش ابن سعد امام احمد انکو مرجیہ کہتے ہیں۔

(۱۶) خلف بن ایوب ابو سعید البلخی مرجیہ | ابن حبان کہتے ہیں کہ کٹے مرجیہ تھے اور متعصب تھے لیکن امام احمد اور ترمذی ان سے روایت کرتے ہیں اور خلیلی فرماتے ہیں کہ سچا دیندار صالح ہے خصوصاً کوفیوں کے نزدیک فقیہ ہے۔

(۱۷) اسحٰق بن سوید العدوی الناصبی المتوفی سنہ ۱۳۱ھ | باوجود ناصبی ہونے کے امام بخاری ان سے روایت کرتے ہیں اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی اس سے روایت کی ہے۔

(۱۸) حریز بن عثمان الناصبی | یحییٰ بن صالح کہتے ہیں کہ مینے سات برس انکے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی انکو دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جبتک ستر بار لعنت نہیں کر لیتا تھا مسجد سے باہر قدم نہیں رکھتا تھا گویا کہ یہی عبادت تھی جو مسجد میں ادا کی جاتی تھی۔ اور امام احمد ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ حضرت علی پر لعن اور سب کرتا تھا۔ اس پر بھی امام بخاری نے ان سے پڑھا اور ان کی شاگردی کی علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ مینے اپنے اصحاب اور معاصرین کو دیکھا کہ وہ انکو دیندار بتاتے تھے۔

(۱۹) بہز بن اسد الناصبی

نہایت معتمد علیہ راویوں میں سے تھے بعض نے انکو ناصبی کہا ہے لیکن ابن حجر کے نزدیک یہ معتبر نہیں۔

(۲۰) عبداللہ بن شقیق العقیلی البصری ناصبی وفات سنہ ۱۲۱ھ

اصحاب صحاح ستہ ان سے روایت کرتے ہیں تابعی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ابو ذر وغیرہ وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں ان کا ناصبی ہونا تہذیب الکمال اور تہذیب اور شرح شمائل علامہ صادی و ملا عصام وغیرہ میں مصرح ہے۔

(۲۱) ثور بن زید المدنی قدریہ المتوفی سنہ ۱۳۵ ہجری

صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے اور امام مالک کے استاد ہیں۔ امام ممدوح سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ داؤد بن الحصین اور ثور بن زید وغیرہ سے حدیث روایت کرتے ہیں باوجودیکہ یہ لوگ قدریہ ہیں امام صاحب نے فرمایا کہ یہ لوگ ایسے سچے تھے کہ اگر آسمان سے زمین پر گر پڑیں وہ انکو آسان تھا بہ نسبت جھوٹ بولنے کے۔ حاصل یہ ہوا چونکہ نہایت سچے تھے اسیلئے ہمنے روایت کی اور ان کے عقیدہ کا خیال نہیں کیا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ امام مالک کے متعدد استاد قدریہ تھے

(۲۲) ثور بن یزید بن زیاد الشامی الحمصی قدریہ المتوفی سنہ ۱۵۵ھ

یہ مشہور قدریہ ہیں اور ناصبی ہونیکا الزام بھی انپر ہے باینہمہ حضرت یحییٰ القطان فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شامی کو ان سے زیادہ ثقہ نہیں پایا انکی نسبت لکھتے ہیں کہ دیندار ہے جس کی حدیث مقبول ہے لیکن انکے قدریہ ہونے میں کسیکو شک نہیں بیشک قدریہ ہیں۔

ثقۃ وما رأیت احدا یشک انہ قدری وھو صحیح الحدیث

تہذیب التہذیب میں ۲۰ - ۱۰ اکابر کے نام لکھے ہیں جنہوں نے انکی مدح کی ہے اور ان کا ثقہ ہونا تسلیم کیا ہے جن کی حدیث معتبر اور جید مانی گئی ہے اور قدریہ بھی کہا ہے۔ اسکے شاگردوں میں سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ اور یحییٰ بن سعید القطان اور امام مالک بھی ہیں امام مسلم کے سوا پانچوں کتب صحاح میں ان سے روایت ہے علامہ ابوالحجاج مزی نے تہذیب الکمال میں جہاں انکے شاگرد بہت سے لکھے ہیں اُن میں امام مالک کو بھی لکھا ہے باوجود یکہ ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں کہتے ہیں کہ جب یہ مدینہ منورہ پہونچے تو امام لوگوں کو انکی صحبت سے منع کرتے تھے اب مقام غور ہے کہ جب امام مالک اُنکے پاس گئے اور انکی شاگردی کی پھر دوسروں کو اُن کی صحبت سے منع کرنا کیا معنی۔ اسکے علاوہ امام مالک کے اُستادوں میں تین اور بھی مبتدعین ہیں مثلاً ثور بن زید ہیں کہ وہ بھی قدریہ ہیں اور خارجی ہونیکا الزام اُنپر ہے عوضکہ اول تو اس روایت کی تصحیح امام مالک سے ہونا چاہئے دوسرے یہ کہ اگر امام مالک نے منع کیا تو کیوں منع کیا دو وجہیں جو مینے ایسی بیان کی ہیں یہ تو اسکو چاہتی ہیں کہ منع کرنے کی روایت اگر صحیح ہے تو کوئی دوسری وجہ ہے۔ حضرت سفیان ثوری ان کی نسبت فرماتے ہیں کہ ثور سے حدیث روایت کرو اور اُس کی بداعتقادی سے بچو۔ یہ ہے انصاف اور خیر خواہی - یہ بھی بعض روایت کرتے ہیں کہ انکے اہل وطن نے انکو بُرائی اعتقاد کی وجہ سے وطن سے نکال دیا تھا۔ مگر میں کہونگا کہ وہ اُنکا عامیانہ فعل تھا مگر اہل علم اکابر نے انہیں اپنے زمرہ سے علیحدہ نہیں کیا اُن سے شاگردی کی اُن سے حدیث روایت کی اہل سنت کے صحاح میں اُن سے روایت ہے۔

(۲۳) حسن بن ذکوان قدریہ | امام بخاری اور ابوداود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے

روایت کرتے ہیں اور حضرت یحییٰ القطان اور ابن مبارک سے اکابر انکے شاگرد ہیں۔

(۲۴) داؤد بن الحصین قدریہ المتوفی سنہ ۱۳۵ بہت اکابر انکی توثیق کرتے ہیں اور صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے اور مالک کے شیوخ میں ہیں ثور بن زید کی کیفیت سے انکا قدریہ ہونا ظاہر ہے اور ابن حبان خارجی کہتے ہیں لیکن داعی الی البدعت نہیں ہیں۔

(۲۵) زکریا بن اسحٰق قدریہ بہت اکابر ان کا ثقہ ہونا بیان کرتے ہیں مگر ایسے مشہور قدریہ تھے کہ امیر مکہ معظمہ نے منادی کرادی تھی کہ انکے پاس کوئی نہ بیٹھے یہ اسلامی حکومت کی سیاست تھی مگر محدثین نے انہیں نہیں چھوڑا صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے۔

(۲۶) سالم بن عجلان قدریہ المتوفی سنہ ۱۳۲ھ بہت اکابر انکا ثقہ ہونا بیان کرتے ہیں مگر مقدمہ فتح الباری میں انکو سخت مرجیہ اور داعی الی البدعۃ لکھا ہے اور خلاصہ تذہیب میں بھی مرجیہ لکھا ہے۔

(۲۷) سلام بن مسکین قدریہ المتوفی سنہ ۱۶۷ھ ترمذی کے سوا پانچوں اصحاب صحاح ان سے روایت کرتے ہیں اور انکی حدیث کو حجت قرار دیتے ہیں محدث اور امام ہونیکا لقب انکو دیا گیا ہے۔

(۲۸) سیف بن سلیمان قدریہ المتوفی سنہ ۱۵۱ ابن حجر ناقل ہیں کہ انکے سچے ہونے اور ثقہ ہونے پر اتفاق ہے۔

(۲۹) شبل بن عباد قدریہ صغار تابعین میں ہیں مسلم اور ترمذی کے سوا ائمہ اربعہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

(۳۰) شریک بن عبداللہ بن ابی نمر المدنی قدریہ المتوفی سنہ ۱۴۰ — صحاح ستہ میں انکی روایت بحث پکڑی ہے امام مالک اور سفیان ثوری بھی انسے روایت کرتے ہیں۔

(۳۱) صالح بن کیسان المدنی قدریہ المتوفی سنہ ۱۴۰ ہجری — صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے اور امام مالک بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ مقدمہ فتح الباری میں انکا ذکر نہیں ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ انکا قدریہ ہونا ثابت نہیں ہوا۔

(۳۲) عبداللہ بن عمرو بن ابی العجلان قدریہ المتوفی سنہ ۱۴۴ — امام احمد نے انہیں ثقہ کہا ہے اور بہتوں نے انکے قدریہ ہونیکی تصریح کی ہے۔ صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے۔

(۳۳) عمر بن ابی زائدہ قدریہ — بخاری اور مسلم کے علاوہ نسائی میں بھی ان سے روایت ہے ابن ... قول میں ثابت ہے رمی بالقدر وھو فی الحدیث مستقیم یعنی قدریہ تھے مگر حدیث میں ٹھیک ہیں

(۳۴) عمران بن مسلم القصیر بصری قدریہ — سفیان ثوری اور یحییٰ القطان انکے شاگرد ہیں اور حضرت یحییٰ کہتے ہیں کہ قدریہ تھے مگر حدیث میں ٹھیک ہیں (م)

اس بات پر نظر رہے کہ انکا ذکر کرتے ہیں کہ عقیدہ میں کچھ خرابی ہونا روایت حدیث کے لیے مضر نہیں۔ روایت حدیث کے لیے جو امور ضروری ہیں ان میں ٹھیک ہونا چاہیے

(۳۵) عمیر بن ہانی عنسی دمشقی قدریہ — اکابر تابعین میں ہیں اور یزید کی بیعت پر قائم رہے اور اسی وجہ سے قتل کیے گئے باینہمہ صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے اور ابن حجر لکھتے ہیں "احتج به الجماعة" یعنی جماعت اکابر نے انکی حدیث کو حجت

اور دلیل مانا ہی۔

(۳۶) عوف بن ابی جمیلہ الاسرالی البصری قدریہ المتوفی ۱۴۶ھ — شیعہ قدریہ ہیں باوجود اسکے ابن حجر کہتے ہیں احتج بہ الجماعۃ۔ اور عینی کہتے ہیں کہ آپ کا ثقہ ہونا متفق علیہ۔

(۳۷) کہمس بن المنہال اسدوسی قدریہ — امام بخاری کے شیوخ میں ہیں۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں انکو قدریہ لکھا ہی (خلاصہ)

(۳۸) محمد بن سوار البصری قدر المتوفی ۱۸۰ھ — یہ غالی قدریہ تھے مگر اصحاب صحاح انسے روایت کرتے ہیں۔ (۱)

(۳۹) ہارون بن موسی الاعور النحوی قدریہ — ابن ماجہ کے سوا صحاح ستہ میں انسے روایت ہے۔

(۴۰) ابو المغیرہ عبداللہ بن ابی لبید المدنی قدریہ — ترمذی کے سوا بقیہ صحاح میں ان سے روایت ہے ابن سعد کہتے ہیں کہ بڑے عابدوں میں سے تھے مگر قدریہ تھے

(۴۱) ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی ابو اسحق المدنی قدریہ — انکو قدریہ معتزلی رافضی جہمی سب کچھ کہا گیا ہی مگر سفیان ثوری اور ابن جریج اور امام شافعی انکے شاگرد ہیں چونکہ انپر دروغ کا الزام بھی لگایا گیا ہی اسیلئے بعض نے امام شافعی سے کہا کہ آپ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا قدریہ وہ ہے مگر جھوٹ کو بہت برا جانتا ہے اور حدیث میں ثقہ ہے اسیلئے میں روایت کرتا ہوں اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن حسن الاشقر کی نسبت کہا تھا یعنی امام احمد حسین سے روایت کرتے ہیں اور حسین کی نسبت محدثین نے منکر الحدیث وغیرہ ہونیکا الزام

الزام دیا ہے جوزجانی کہتے ہیں مال من الشاٰ یعنی غار شیعہ تھے یا مینا امام انسے حدیث روایت کرتے ہیں اسیلیے بعض نے امام صاحب سے تعجباً دریافت کیا کہ آپ حسین سے روایت کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ لیکن عندی ممن یکذب یعنی میرے نزدیک وہ جھوٹ بولنے والوں میں نہیں ہے۔

الحاصل امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد تینوں حضرات سے ایک قسم کا سوال کیا گیا اور وہی ایک جواب انہوں نے دیا یعنی چونکہ یہ راوی جھوٹا نہیں ہے اسیلیے ہم روایت کرتے ہیں اور انکی بدعت کا کچھ خیال نہیں کرتے۔

(۴۲) عبداللہ ابن ابی نجیح الثقفی المکی قدریہ المتوفی سنہ ۱۳۱ | امام احمد فرماتے ہیں کہ یہ اور انکے اصحاب سب قدریہ ہیں باوجود بہت اکابر آپ کے ثقہ ہونیکی شہادت دیتے ہیں اور صحاح ستہ میں انسے روایت ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں احتج جماعۃ بہ عمرو بن دینار کی بہت بڑے اکابر میں مکہ معظمہ کے مفتی تھے ان کے انتقال کے بعد یہی عبداللہ مفتی ہوئے علما مکہ معظمہ نے انکے فتوے کو قبول کیا قدریہ ہونے کی وجہ سے کسی نے عذر نہیں کیا۔

(۴۳) عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ ابو محمد القرشی قدریہ المتوفی سنہ ۱۸۹ ہجری | بہت بزرگوں نے انکو ثقہ کہا ہے اور صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے ابن حجر لکھتے ہیں قد احتج بہ الائمۃ کلھم یعنی تمام اماموں نے انکے قول پر سند لی ہیں۔ خلاصہ میں انکے احد الکبار لکھا ہے۔

(۴۴) عبدالرحمن بن اسحق المدنی قدریہ | صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے۔

(۴۵) عبدالوارث بن سعید الثوری ابوعبیدہ قدریہ المتوفی سنہ ۱۸۰ھ

ذہبی کہتے ہیں۔ باوجود بدعتی ہونے کے فی نفسہ اماموں میں سے تھے۔ پھر یہی کہتے ہیں لم یتکلم فیہ عنہ احد الا لاتقانہ ودینہ وترکوہ وبدعتہ یعنی بسبب انکے اتقان اور دینداری کے کوئی اُنسے بتا نہیں اور اس کی بدعت سے کچھ تعرض نہیں کیا۔ اور یہی ذہبی نے لکھا ہے اجمع المحدثون علی الاحتجاج بہ

(۴۶) عطاء بن میمونہ البصری قدریہ المتوفی سنہ ۱۳۱ھ

حضرت انس کے غلام زادہ ہیں۔ امام بخاری اور اکثر ائمہ ستہ قدریہ کہتے ہیں مگر ترمذی کے سوا تمام صحاح میں اُنسے روایت ہے۔

(۴۷) العلاء بن الحارث الحضرمی دمشقی قدریہ المتوفی سنہ ۱۳۶ھ

باوجود قدریہ ہونے کے صاحب خلاصہ کی نسبت لکھتے ہیں احد ائمۃ الکبار یعنی یہ ایک بڑے اماموں میں ہیں صحاح ستہ میں انسے روایت ہے۔

(۴۸) ہشام الاستوائی قدریہ المتوفی سنہ ۱۵۳ھ

قدریہ ہونے کے باوجود انکے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے امام احمد انہیں امام اوزاعی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور یحییٰ القطان کہتے ہیں کہ جب تو ہشام استوائی سے حدیث سن لے تو پھر اس کی پروا نہ کر کہ تونے دوسرے سے اس حدیث کو نہیں سُنا یعنی اسقدر معتمد علیہ ہیں کہ حدیث میں امیرالمومنین اور حجت ہونیکا خطاب دیا گیا ہے اور صحاح ستہ میں انکی روایت ہے۔ ابن محمد کہتے ہیں کان ثقۃ حجۃ الا انہ یری القدر یعنی ثقہ تھے حجت تھے مگر قدریہ تھے۔

(۴۹) یحییٰ بن حمزہ الحضرمی قدریہ وفات سنہ ۱۸۳ھ

تیس برس تک دمشق کے قاضی

ہے امام کا لقب بھی انہیں دیا گیا ہے اور صحاح ستہ میں انسے حدیثیں روایت کی گئی ہیں ابن حجر کہتے ہیں کہ شاید یہ داعی الی البدعۃ نہ تھے بہرحال مبتدع تھے اور باوجود اسکے اکابر انکی حدیث کو دلیل اور حجت سمجھتے ہیں

(۵۰) قتادہ بن دعامہ قدریہ وفات ۱۱۷ھ | مشہور محدثین میں ہیں کہتے ہیں کہ انکی عظمت و فضل اور ثقہ ہونے پر اجماع ہو رتذکرۃ الحفاظ) ظاہر ہو کہ بڑے زور کے قدری تھے امام احمد انکی مدح میں فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ کم ملینگے جنہیں قتادہ پر فضیلت دیجائے سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ دنیا میں قتادہ کے مثل تہا باوجود اس بد سرائی کے کسی نے نہیں کہا کہ امامین یہ دونوں قدریہ ہوگئے بلکہ بطور سند اس بد کو نقل کرتے ہیں) صحاح ستہ میں انسے کثرت سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ امام بخاری کے استاد ہیں علی بن مدینی نے یحییٰ بن سعید سے کہا کہ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ جو بدعت میں سرگروہ ہو اور داعی الی البدعۃ بھی ہو اس سے میں روایت نہیں کرتا تو حضرت یحییٰ نے قتادہ ابن ابی رواد عمر بن ذر وغیرہ بہت راویوں کا نام لیکر کہا کہ انہیں کیا کروگے یعنی یہ لوگ اس قبیلہ کے ہیں اور سب انسے روایت کرتے ہیں پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر ایسے لوگ چھوڑ دیے جائیں تو بہت لوگ چھوڑنے ہونگے۔ حضرت یحییٰ جو فن حدیث کے امام ہیں اُنکے قول سے معلوم ہوا کہ احادیث کے بہت راوی ایسے ہیں جو مبتدعین کے سرگروہ اور داعی الی البدعۃ تھے ابوداؤد یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قتادہ کا قدریہ ہونا ثابت نہیں مگر جب مستند اکابر نے بشہرت انکا قدریہ ہونا کہہ دیا ہے تو ابوداؤد کا قول انکے معارض نہیں ہوسکتا جرح تعدیل پر مقدم ہے باایں ہمہ خلاصہ میں انکی نسبت یہ الفاظ ہیں احد الائمۃ الاعلام مشہور اماموں میں ایک امام ہیں۔

(۵۱) عبدالوارث بن سعید بن ذکوان التنوری البصری قدریہ۔

صحاح ستہ میں انسے روایت ہے سفیان ثوری اور علی بن المدنی وغیرہ انکے شاگرد ہیں اور ابوزرعہ اور وہیب اور بشر اور بن المفضل اور نسائی اور ابن سعد انکے ثقہ اور سچے ہونیکے شاہد ہیں قال ابن سعد ثقۃ حجۃ تہذیب التہذیب اور ابن حبان اور ساجی اور ابن معین بھی انکو ثقہ کہتے ہیں مگر قدریہ کہتے ہیں اور اپنے عقیدہ کا بخوبی اظہار کیا کرتے تھے ۱۸۰ھ میں انکی وفات ہے حماد بن زید انکی صحبت سے منع کرتے تھے (تہذیب التہذیب)

(۵۲) سعید بن عروبۃ المصری قدریہ

صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے آخر سن میں کچھ اختلاط ہوگیا تھا اسوقت کی روایت لائق اعتبار نہیں ہے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ قدریہ تھے مگر اپنے مذہب کو پوشیدہ کرتے تھے اور عجلی کہتے ہیں کہ اپنے مذہب کی طرف داعی تھے شاید کسیوقت پوشیدہ کرتے ہونگے پر کھلکر دعوت کرنے لگے۔

(۵۳) عباد بن منصور الناصبی قدریہ وفات ۱۵۲ھ

یہ قدریہ ہیں اور ابن حبان اس کی بھی تصریح کرتے ہیں کہ داعی الی القدر ہیں باینہمہ حماد بن سلمہ اور یحیٰی بن سعید القطان کیسے بزرگ محدث انکے شاگرد ہیں اور حدیث انسے روایت کرتے ہیں ترمذی ابوداود نسائی ابن ماجہ میں انسے روایت ہے بصرہ کے قاضی تھے۔ احمد بن محمد بن یحیٰی کہتے ہیں کہ میرے دادا نے کہا کہ عباد ثقہ ہیں لا ینبغی ان یترک حدیثہ لرای اخطاء فیہ یہ لائق نہیں کہ ان کی راے کی غلطی سے انکی حدیث چھوڑدی جاے (تہذیب التہذیب)

(۵۴) حصین بن نمیر الواسطی خارجی۔ — صحاح میں امام بخاری اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی انسے روایت کرتے ہیں۔

(۵۵) خالد بن سلمة الفأفاء الکوفی خارجی وفات ۱۳۲ھ — ناصبی خارجی اور مرجیہ ہونیکا الزام ہے مگر اصحاب صحاح ستہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے انکو ثقات میں گنا ہے۔

(۵۶) عبداللہ بن سلم الاشعری خارجی۔ — انکے خارجی ہونے کی وجہ سے ابوداود ان کی مذمت کرتے ہیں مگر حدیث انسے روایت کرتے ہیں صحاح کی تین کتابوں میں ان سے روایت ہو صحیح بخاری، ابوداود، نسائی (۲)

(۵۷) قیس بن ابی حازم بجلی خارجی وفات ۸۴ھ — بعض انہیں خارجی کہتے ہیں مگر ذہبی اور ابن حجر کی تحقیق یہ ہے کہ عثمانی ہیں یعنی حضرت عثمان کو بہت ترجیح دیتے تھے۔ یحییٰ بن معین انہیں ثقہ کہتے ہیں اور صحاح ستہ میں انسے روایات ہیں۔

(۵۸) ابراہیم بن یعقوب بن اسحق الجوزجانی خارجی وفات ۲۵۹ھ — محدثین کے محدث ہیں حافظ حدیث اور امام کے لقب سے مشہور ہیں بالخصوص جرح اور تعدیل میں مانے جاتے ہیں میزان الاعتدال میں انکی نسبت لکھا ہے الثقة الحافظ احد ائمة الجرح والتعديل ابوداود، ترمذی، نسائی انکے شاگرد ہیں اور اپنے سنن میں انسے روایت کرتے ہیں ابن حجر مقدمہ میں جرح وتعدیل میں انکا قول نقل کرتے ہیں مگر ناصبی ہیں انکو حبابہ گنتے ہیں امام احمد انسے خط وکتابت رکھتے تھے اور نہایت تعظیم کرتے تھے امام صاحب کے خطوط یہ منبر پر کھڑے ہوکر لوگونکو سنایا کرتے تھے تہذیب التہذیب

میں ہے کان احمد بن حنبل یکاتبہ و یکرمہ اکراماً شدیدا۔

(۵۹) اسماعیل بن ابان الازدی شیعہ وفات سنہ ۲۱۳ھ
امام بخاری ترمذی ابوداؤد اسنے روایت کرتے ہیں امام بخاری اور امام احمد بلاواسطہ اسکے شاگرد ہیں۔

(۶۰) جریر بن عبد الحمید شیعہ وفات سنہ ۱۸۸ھ
بڑے عالم تھے دور دور سے لوگ انکے پاس تحصیل علم کے لیے آتے تھے کاتب نے انکے ثقہ ہونے پر اتفاق کیا ہے قتیبہ انہے غالی شیعہ کہتے ہیں یعنی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ کی نسبت شتم کرتے سنا

(۶۱) ابان بن تغلب الکوفی شیعہ وفات سنہ ۱۴۱ھ
اماموں سے ایک امام ہیں بخاری کے سوا پانچوں اصحاب صحاح ان سے روایت کرتے ہیں (خلاصہ)

(۶۲) خالد بن مخلد القطوانی شیعہ وفات سنہ ۲۱۳ھ
امام بخاری کے کبار شیوخ میں ہیں۔ امام مالک کے شاگرد ہیں مگر غالی شیعہ تھے تہذیب التہذیب میں ہے کان شتاما معلناً یعنی علانیہ صحابہ کو شتم کرتا تھا۔ ابوداؤد کے سوا بقیہ صحاح ستہ میں اسنے روایت ہے۔

(۶۳) سعید بن فیروز الکوفی شیعہ وفات سنہ ۸۳ھ
جلیل القدر مشہور تابعی ہیں صحاح ستہ میں انکی روایت حجت مانی گئی ہے۔

(۶۴) سعید بن عمرو بن اشوع شیعہ وفات سنہ ۱۲۰ھ
کوفہ کے قاضی تھے جوزجانی غالی شیعہ کہتے ہیں صحیحین اور ترمذی میں ان سے روایت ہے ابن حجر جوزجانی کو غالی ناصبی کہتے ہیں اور تعارض بیانی ہیں۔

(۶۵) سعید بن عفیر ابو عثمان بصری شیعہ وفات سنہ ۲۲۶ — اصل میں سعید بن کثیر بن عفیر ہے صحیحین میں ان سے روایت ہے بعض کہتے ہیں کہ بدعت کی طرف ان کی نسبت صحیح نہیں۔

(۶۶) عباد بن العوام شیعہ وفات سنہ ۱۰۳ ہجری — امام او محدث ہونیکا لقب انکو دیا گیا ہے شیعہ ہونے کی وجہ سے ہارون رشید نے انہنے قید بھی کر دیا تھا انکی حدیث بالاتفاق ثبت ہے صحاح ستہ میں انسے روایت ہے ابن حجر جیسا اکابر کی شہادت انکے ثقہ ہونے پر نقل کرتے ہیں۔

(۶۷) علی بن ہاشم بن البرید شیعہ وفات سنہ ۱۸۰ — امام بخاری کے شیوخ میں ہیں خلاصہ تذہیب میں انہنے علماء شیعہ میں لکھا ہے ابن حجر کے کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہنے قرآن مجید کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے میں توقف تھا دونوں بدعتیں ان میں ہونے کے ساتھ اصحاب ستہ انسے روایت کرتے ہیں

(۶۸) الفضیل بن دکین الکوفی شیعہ وفات سنہ ۲۱۹ھ — یہ شیعہ ہیں مگر حضرت معاویہ کو کبھی برا نہیں کہا صحاح ستہ میں انسے روایت ہے۔

(۶۹) فطر بن خلیفہ کوفی شیعہ وفات سنہ ۱۵۵ھ — بعض نے بد مذہب ہونیکی وجہ سے ان سے روایت کرنی چھوڑ دی تھی۔ مگر مسلم کے سوا اصحاب صحاح ان سے روایت کرتے ہیں۔ امام احمد انہنے حسی مفرط کہتے ہیں حسی فرقہ جہمیہ کی شاخ ہے۔ کذا فی حاشیۃ الخلاصہ۔

(۷۰) اسحق بن منصور اسلولی شیعہ وفات سنہ ۲۰۵ — شرح شمائل میں علامہ مناوی انکی نسبت کہتے ہیں۔ احد الائمۃ الزھاد المتمسکین بالسنۃ لکنہ یتشیع۔

یعنی یہ بزرگ آئمہ زہاد میں ہیں سنت پر عمل کرنے والے اور اس سے تمسک کرنے والے صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے۔

(۷۱) محمد بن فضیل بن غزوان کوفی شیعہ وفات ۱۹۴ھ ہجری	حافظ حدیث ہیں مگر غالی شیعہ ہیں ابو داود کہتے ہیں کان شیعیاً محترقاً یا وجود غالی شیعہ ہو نیکے

اکابر نے انکے اوسط طبقہ میں شمار کیا ہے جس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو۔

(۷۲) مالک بن اسمٰعیل ابو غسان شیعہ وفات ۲۱۹ھ	امام بخاری کے کبار شیوخ میں ہیں انکے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے اماموں نے انہیں حجت مان لیا ہے

صحاح ستہ میں انسے روایت ہے۔

(۷۳) یونس بن حباب شیعہ	اکابر نے انہیں شتام الصحابہ اور غالی فی الرفض

لکھا ہے یعنی رفض میں اسقدر غلو تھا کہ صحابہ کرام کو گالیاں دیا کرتے تھے کل اصحاب صحاح ستہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری ادب المفرد میں انسے راوی ہیں۔

(۷۴) علی بن غراب الجزری ابو عبداللہ کوفی شیعہ	امام بخاری اور مسلم کے سوا آئمہ اربعہ انسے روایت کرتے ہیں۔ اور سفیان ثوری اور شعبہ اور اعمش

وغیرہم انکے شاگرد ہیں۔ عبداللہ ابن احمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں صالح الحدیث لکن کان راسا فی التشیع یعنی حدیث میں عمدہ ہیں مگر شیعہ ہونے میں اول نمبر ہیں اور ایسا ہی نسائی اور ابوزرعہ کا مقولہ ہے۔

(۷۵) جعفر بن زیاد الاحمر شیعہ	وکیع اور عبدالرحمن بن مہدی وغیرہما انکے شاگرد ہیں

ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی انسے روایت کرتے ہیں متعدد اکابر انکی صداقت اور ثقہ ہونیکی شہادت دیتے ہیں مگر غالی شیعہ بلکہ شیعوں کا سردار بتاتے ہیں۔

(۷۶) جعفر بن سلیمان ابو سلیمان البصری شیعہ | یہ مشہور شیعہ ہیں متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتے تھے اور حضرت معاویہ کا ذکر جب آجاتا شتم کرتے اور جب حضرت علی کا ذکر آجاتا تو رونے لگتے تھے کہ بعض نے انکی نسبت یہ بھی کہدیا ہے کہ وہ مثل نصاریٰ ہیں اصحاب ستہ انسے روایت کرتے ہیں۔ و متعدد اکابر انکے ثقہ ہونیکی شہادت دیتے ہیں اور انکے حال کے آخر میں صاحب تہذیب تہذیب نقل میں لم نسمع احدا یطعن علیہ فی الحدیث ولا فی اخطاء فیہ ثم ذکرت عند شعبۃ حدیثہ فسمتعہم ثم فمکرا انکا غالی شیعہ ہونا انکے مروی ہونیکا باعث نہیں ہوا حضرت سفیان ثوری اور عبد اللہ ابن مبارک اور عبد الرحمن بن مہدی سے بزرگوں نے انکی شاگردی کی اور ان سے حدیث روایت کی

(۷۷) علی بن الجعد بن عبید الجوہری البغدادی شیعہ وفات [illegible] | ۱۳۳ھ میں انکی پیدائش ہے بغداد کے شیخ ہیں غالی شیعہ انکو کہا گیا ہے تذکرۃ الحفاظ میں انکے حج کے بعد لکھا ہے لکنہ فیہ بدعۃ قال من لعض السلف یعنی ان میں ایک بدعت ہے کہ بعض صحابہ کی شان میں کچھ کہتے ہیں اور تہذیب التہذیب میں کچھ تصریح بھی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت کہتے ہیں کہ بیت المال سے لاکھ درم ناحق نکال لیے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت بھی انکا خیال اچھا نہ تھا باینہمہ انکو ثقہ اور سچا اکابر کہہ رہے ہیں اور امام بخاری اور امام احمد اور ابو داود انکے شاگرد ہیں اور حدیث روایت کرتے ہیں۔

(۷۸) سلیمان بن قرم بن معاذ التیمی شیعہ | بعض انکو غالی شیعہ کہتے ہیں اور بعض

غالی رافضی کہتے ہیں باایںہمہ امام احمد تلاش کرکے انکی روایت کو لیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ثقہ لوگوں میں ہیں بلکہ سفیان اور شعبہ پر انکو ترجیح دیتے تھے اور ابن ماجہ کے سوا تمام صحاح ستہ میں ان سے روایت ہے (تہذیب التہذیب وخلاصہ تذہیب)

(۷۹) حسن بن صالح بن الہمدانی الثوری شیعہ وفات ۱۶۹ھ — انکے شیعہ ہونے کو العجلی ابن حبان سعد ساجی وغیرہ بیان کرتے ہیں اور یہی انکی نہایت تعریف بھی کرتے ہیں بعض کہتے ہیں ثقۃ ثبت متعبد کان یتشیع یعنی ثقہ ہیں حدیث کو صحیح طور سے خوب یاد رکھتے ہیں بڑے عابد ہیں لیکن شیعہ ہیں بعض کا قول ہے کان ناسکا عابدا فقیہا حجۃ صحیح الحدیث وکثیرہ وکان یتشیع یعنی حج کرنیوالے تھے عابد تھے فقیہ تھے حجت تھے حدیث صحیح روایت کرتے تھے اور کثرت سے روایت کرتے تھے اور تھے شیعہ۔ اسکے اور بہی محامد تہذیب وغیرہ میں منقول ہیں۔ شیعہ ہونیکے علاوہ دو مسئلوں ہیں اور بہی جماعت اسلام سے علیحدہ ہیں یعنی کہتے ہیں کہ امام وقت اگر فاسق ہو تو اسکا اتباع واجب نہیں بلکہ اُس سے لڑنا چاہیے دوسرے یہ کہ جمعہ کی نماز نہیں پڑہتے تھے باایںہمہ ہمارے اکابر انکی برائی نہیں کرتے نہ انکی برائی کی توجیہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُنکی راے تھی کہ فاسق کا امام ہونا درست نہیں اسی طرح فاسق کے پیچھے نماز جائز نہیں یہ لکہکر لکھتے ہیں فہذا مایعتذر بہ من الحسن وان کان الصواب خلافہ یعنی حسن کی طرف سے ان دونوں مسئلوں میں خلاف کرنیکا یہ عذر ہے اگرچہ صحیح بات اسکے خلاف ہے۔

(۸۰) ثابت بن ابی صفیہ الثمالی رافضی — صحیح بخاری اور مسلم کے سوا سنن اربعہ میں ان سے روایت ہے اور انکو رافضی لکہا ہے اور رافضی محدثین کی اصطلاح میں اسیکو کہتے ہیں

جو صحابہ کو گالی دیتا ہو۔

(۸۱) عباد بن یعقوب الرواجی الکوفی رافضی وفات سنہ ۲۵۰ھ — ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ مشہور رافضی ہے شتم کرتا تھا اپنے عقیدہ کی طرف داعی تھا مگر سچا اور ثقہ تھا چونکہ باوجود شتم کرنے اور داعی ہونے کے صحاح ستہ میں اس سے روایت ہے خلاصہ میں ہے احد رؤس الشیعۃ فیہ غلو یشتم عثمان۔

(۸۲) عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رافضی وفات سنہ ۱۳۱ھ — باوجود شیعہ ہونے کے کل اصحاب صحاح ان سے روایت کرتے ہیں۔

(۸۳) عبدالرزاق ابن ہمام رافضی وفات سنہ ۲۱۱ھ — ابن عدی کہتے ہیں کہ ثقات اہل علم دور دور سے اسکے پاس آئے اور احادیث اسنے لکھیں اور انکا شیعہ ہونا بھی بیان کیا۔

(۸۴) عبیداللہ بن موسیٰ العبسی رافضی وفات سنہ ۲۱۳ھ — امام بخاری کے بڑے شیوخ میں ہیں بعض انکو غالی شیعہ کہتے تھے مگر کل اصحاب صحاح ستہ کے نزدیک ان کی روایت حجت ہے (م) بہت بڑے قاری اور عابد اور کبار علماء شیعہ میں تھے۔

(۸۵) عدی بن ثابت الانصاری رافضی وفات سنہ ۱۱۶ھ — مشہور تابعی ہیں اور غالی شیعہ ہیں بلکہ شیعوں کے قاضی اور انکی مسجد کے امام تھے باینہمہ صحاح ستہ میں انسے روایت ہے اور کل اصحاب صحاح انکی حدیث کو حجت جانتے ہیں۔

(۸۶) علی بن الجعد ابوالحسن الجوہری رافضی وفات سنہ ۲۳۰ھ — بغداد کے شیخ ہیں غالی شیعہ ہونا انکا بیان کیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ دوسری بدعت ان میں یہ بھی کہ قرآن مجید کے غیر مخلوق ہونے میں انہیں تامل تھا اصحاب صحاح میں امام بخاری

اور ابوداؤد ان سے روایت کرتے ہیں امام احمد اور مسلم بھی انسے روایت کرتے ہیں مگر صحیح مسلم میں ان سے روایت نہیں ہے۔

(۸۷) **عکرمہ مولی ابن عباس اباضیہ وفات ۱۰۷ھ** — اباضیہ خارجیہ فرقہ کی ایک شاخ ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس کی حیات میں آپ فتوی دیتے تھے بصرہ میں جب آپ گئے تو جب تک وہاں رہے حضرت حسن بصری نے قرآن شریف کی تفسیر کرنا اور فتوی دینا موقوف رکھا۔ اوسکے خیال سے ذہبی کہتے ہیں کہ خوارج کے طریقہ پر تھے اور اسی سبب سے امام مالک اور مسلم نے ان سے روایت نہیں کی مگر مقدمہ فتح الباری میں اس الزام کو دفع کیا ہے پھر یہ بھی کہا ہے کہ جن اماموں نے انپر جرح کی ہے وہ بھی اُن سے روایت کرنے میں نہیں رکے من جرحه من الائمة لم يمسكوا عن الرواية عنه ولم يستغن عن حديثه غرضکہ مدعا حاصل ہے یعنی تبع ائمہ روایت کرنا جائز سمجھتے تھے۔

(۸۸) **الولید بن کثیر ابو محمد المدنی (اباضیہ) وفات ۱۵۱ھ** — مقدمہ فتح الباری میں انکی نسبت یہ الفاظ ہیں قد کان ثقة ثبتا يحتج بحديثه لم يضعفه احد انما عابوا عليه الرای یعنی ثقہ تھے ثبت تھے انکی حدیث دلیل میں پیش کیجاتی ہے کسی نے انہیں ضعیف نہیں کیا البتہ انکی بُرائی پر عیب گیری کی ہے دیکھیے باوجود خارجی ہونے کے کوئی انہیں ضعیف نہیں کہتا اور صحاح ستہ میں انسے روایت ہے صرف اُنکے عقیدہ کی برائی بیان کردیتے ہیں۔

(۸۹) **عمران بن خطان (عقدیہ) وفات ۸۴ھ** — عقدیہ خوارج کی ایک شاخ ہے اپنے گروہ میں یہ سردار تھا اور اپنے مذہب کی طرف داعی بھی تھا اسی نے حضرت

علی کرم اللہ وجہہ کے قاتل ابن ملجم کی مدح میں قصیدہ لکھا اور وہ قصیدہ مشہور ہے با اینہمہ محدثین اُس کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ اُس سے حدیث روایت کرتے ہیں صحیح بخاری اور ابو داود اور نسائی میں انسے روایت ہے۔

(۹۰) **علی بن ابی ہاشم وقفیہ** انہیں قرآن مجید کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے میں تامل تھا امام بخاری کے سوا اور کوئی انسے روایت نہیں کرتا ابو حاتم کہتے ہیں کہ اسی توقف کی وجہ سے محدثین نے انہے چھوڑ دیا تھا مگر ابن حجر کہتے ہیں ولیس ذلک بمانع من قبول روایتہ یعنی توقف کرنا اس امر سے مانع نہیں کہ اُس کی روایت قبول کیجاے جب اور مبتدعین سے روایت کرتے ہیں تو یہ بھی اُنہی میں ہیں۔

(۹۱) **ابوزکریا یحییٰ بن صالح جہمیہ وفات ۲۲۲ھ** ذہبی انہیں امام اور فقیہہ لکھتے ہیں اور ایک جماعت نے ثقہ کہا ہے اور بدعت کی وجہ سے کچھ کلام نہیں کیا ہے امام مالک کے شاگرد ہیں اور امام بخاری کے اُستاد ہیں۔

(۹۲) **شمر بن عطیہ الاسدی الکوفی عثمانی۔** یہ سخت عثمانی ہیں۔ مگر بہت اکابر انکے ثقہ ہونے پر شہادت دیتے ہیں۔ اور ابوداوٗد ترمذی۔نسائی۔ امام بخاری ادب المفرد میں انسے روایت کرتے ہیں۔

——— (ف) ———

ناظرین خوب خیال کریں کہ نقشہ مسطورہ سے پہلے اور نیز نقشہ کی خانہ کیفیت میں اکابر کے متعدد اقوال لکھے گئے ہیں جنسے ظاہر ہے کہ اگر کوئی ذی علم اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہوگیا ہے تو صرف اس عقیدہ کی بُرائی سے وہ مردود نہیں ہوا بلکہ کثرت سے ایسے اکابر گذرے ہیں جو اہل سنت کے خلاف عقیدہ رکھتے تھے مگر

اکابر اہل سنت نے اُسنے حدیث روایت کی جو ہمارا دین ہی۔

نقشہ میں جو چند راویوں کے نام لکھے گئے ہیں یہ خاص خواص راویوں میں ہیں یعنی احادیث کی کتابیں تو کثرت سے ہیں جنکو اصطلاح میں مسانید اور معاجم اور مستدرک وغیرہ کہتے ہیں اُن تمام کتابوں میں چھ کتابیں منتخب کی گئی ہیں جنکو صحاح ستہ کہتے ہیں اور ان چھ کتابوں میں زیادہ معتبر صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہی اور ان دونوں کو اصطلاح میں صحیحین کہتے ہیں نقشہ میں جو نام لکھے گئے ہیں اُن میں اکثر صحیحین کے راوی ہیں بنظر اختصار اور زیادہ معتبر ہونے کے ایسا کیا گیا البتہ اگر اس راوی کی صحاح ستہ میں روایت ہی یا بعض میں تو کیفیت میں ظاہر کر دیا ہے اگر تمام کتب حدیث کے راوی اس قسم کے منتخب کیے جاویں تو ایک کتاب ہو جاوے۔ جسقدر نام لکھے گئے ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک وہ جن میں کسیکا اختلاف نہیں سب کا اتفاق ہی یا اکثر کے نزدیک وہ بدعقیدہ ہیں۔ دوسری قسم وہ ہی جن میں اختلاف ہی یا یہ کہا گیا ہی کہ پہلے یہ بدعقیدہ تھے پھر اُنہوں نے رجوع کیا یا الزام ہی غلط تھا یہ سب امور کیفیت میں ظاہر کر دیے ہیں جہانتک مجھے علم ہوا ہی۔ یہ خوب مدنظر رہے کہ اس اختلاف سے میرے مدعا میں کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ بعض راوی ایسے بھی ہیں جنکے بدعقیدہ ہونے پر اتفاق ہی اور اگر دائرہ کو وسیع کرکے صحیحین کے علاوہ اور کتب احادیث کے راویوں کی تفتیش کیجاتی تو کثرت سے ایسے راوی ملتے جنکے بدعقیدہ ہونے پر اتفاق ہو اسکے علاوہ جنہوں نے کسی راوی کے بدعقیدہ ہونے میں اختلاف کیا ہے یا اس الزام کو غلط بتایا ہے وہ اس امر کے قائل نہیں کہ بدعقیدہ کی روایت معتبر نہیں بلکہ ایک واقعی امر جو انکی تحقیق میں تھا وہ کہدیا۔

جسقدر راویوں کے نام لکھے ہیں وہ پہلی اور دوسری صدی کے اکابر ہیں شاذ و نادر کوئی

راوی ہیں جنکا انتقال تیسری صدی میں ہوا ہے یہ زمانہ خیرالقرون کا ہے اِس زمانے میں بھی اکابر پر غلط الزام دیے گئے ہیں چنانچہ بعض احادیث کے راویوں پر الزام دیا گیا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک ہیں کہ انھیں مرجیہ اور رافضی ہونیکا الزام دیا گیا امام اعظم کو مرجیہ ہونیکا الزام حضرت امامؒ کی حیات میں دیا گیا تھا۔ میں حضرت امامؒ کی اُس تحریر کے دیکھنے سے مشرف ہوا ہوں جسمیں امام صاحب رحمہ اللہ نے اِس الزام کو نقل کر کے جواب دیا ہے۔ اِس زمانے کے جن برگزیدہ حضرات پر غلط الزام لگایا گیا یا لگایا جائے وہ اپنی تسلی کرلیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایسے اکابر کی متابعت نصیب کی کسی بات میں سہی غضب ہے کہ حضرت مسیحؑ کے احیاء اموات کے معجزے کو مسمریزم قرار دیکر تفریق کا کام قرار دیا ہے اور اُنھوں نے جنکو مہدی اور مسیح ہونیکا دعوے ہے ندوۃ العلماء جنکو قوم کی اصلاح اور اسلام کے قوی کرنیکا دعوے ہے اُس کے رسالہ الندوہ میں حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کو مسمریزم لکھا ہے پھر اگر اسوقت کے کسی بزرگ کو اِس زمانے کے حضرات اِسی قبیلہ کا الزام دیں تو کچھ عجب نہیں۔ اِس امر میں غور سے نظر کیجائے کہ سینے نقشہ مسطورہ آپکے سامنے کیوں پیش کیا ہے۔ اِس غرض سے پیش کیا ہے کہ آپ اکابر اہل اسلام کی روش پر نظر کریں کہ اُسوقت میں جو اہل سنت کے خلاف اِس فضل و کمال کے حضرات تھے اُن کے ساتھ ہمارے اکابر نے کیا برتاؤ کیا۔ سُنئے (۱) اُن سے دین سیکھا۔ اُنھیں اپنے گروہ سے علیحدہ نہیں کیا۔ بلکہ اور سکھایا۔ (۲) اِسی پر بس نہیں کی بلکہ اُن سے محبت رکھتے تھے اور اُن کی تعظیم کرتے تھے اگر وہ اِس لائق ہوتے تھے۔ خیال کیجئے امام احمد بن حنبل تیز مزاج تھے اور حرارتِ دین آپ میں زیادہ تھی اُنھوں نے بھی ایسا کیا اُنکی

تیزی تو اس سے خیال کر لیجئے کہ حضرت حارث محاسبی جو اُن کے دوست تھے جب اُنہوں نے معتزلہ کا رد کیا تو اس قدر ناخوش ہوئے کہ کلام کرنا ترک کر دیا مگر یہی امام جوزجانی کی تعظیم کرتے تھے اور رسم مراسلت باہم جاری تھی اور جوزجانی امام ممدوح کے خطوط فخریہ منبر پر کھڑے ہو کر حاضرین کو سنایا کرتے تھے اور نقشہ میں نہ لکھا ہے کہ جوزجانی غالی ناصبی تھے۔ اے بھائیو! ذرا انصاف کرو کہ اسوقت کے وہ حضرات جو اہل فضل و کمال کو ایک الزام لگا کر اسقدر اُسکے فضیحت کرنا چاہتے ہیں کہ تمام اُن کے نام پر لعن و طعن کرنے لگیں اور تمام خوبیاں اُنکی لوگوں کی نظر میں برائیوں سے بدل جائیں۔ یہ کیسا اندھیر ہے اور یہ فعل اکابر اسلام کے برتاؤ کے کسقدر مخالف ہے اب سوچو کہ یہ کیوں ہو رہا ہے کہ کوئی عالم دیندار سلف کے خلاف کر سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں (۳) یہ امر بھی مد نظر رہے کہ اُسوقت حدیث کی روایت دو چار شخصوں کے درمیان نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ وقت نمو اسلام اور جوش اسلام کا تھا جب کوئی محدث حدیث بیان کرنا چاہتا تھا تو بعض وقت سینکڑوں اور بعض وقت ہزار۔ دو ہزار شائقین اور حدیث کے یاد کرنیوالے جمع ہو جاتے تھے اسقدر مجمع ہوتا تھا کہ اسوقت کے جلسے اُسکے سامنے ہیچ ہیں اب اگر وہ محدث اکابر اہل سُنت سے ہیں اور اکثر ایسا ہی ہوتا تھا تو اُن کے مجمع میں جو خاص مذہبی دینی جلسہ ہوتا تھا سب قسم کے لوگ ہوتے تھے یعنی سُنّی۔ شیعہ۔ معتزلی (جسے اسوقت کے لحاظ سے نیچری کہہ سکتے ہیں) رافضی۔ خارجی یہ سب جمع ہوتے تھے نہ کسی فرقہ والے کو یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ محدث تو سُنّی ہے ہم اس سے حدیث کیوں لیں۔ نہ وہ سُنّی محدث یا سامعین حدیث یہ کہتے تھے کہ ہمارے مذہبی جلسے میں مبتدعین نہ آئیں شاید یہاں آکر کسیکو بہکائیں یہ خیال نہیں

ہوتا تھا ورنہ یہ اُستادی شاگردی کا سلسلہ نہوتا۔ برتاؤ سے نہایت ظاہر ہے کہ جسطرح
اکابر اہلِ سنت نے اپنے گروہ اہلِ سنت کو تعلیم دی اور حدیث سُنائی اور اس کی اجازت
دی اسیطرح تمام فرقِ اہلِ قبلہ کو جو حاضر ہوئے اُنھیں تعلیم دی اِسیطرح وہ محدث اگر
شیعہ وغیرہ ہوئے تو اُنھوں نے اہلِ سُنّت کو بلاتامل حدیث سُنائی اور اہلِ سنت کی
سُنی۔ اے مسلمانو! اپنے اکابر کی روش کو ملاحظہ کرو اور اِسوقت کے حال کو دیکھو اور
یقین کرو کہ جو سلفِ صالح کے خلاف کر رہے ہیں وہ شیطان کے دھوکے میں آگئے
ہیں یا کسی نفسانی غرض اور دنیاوی طمع سے اسلامی جماعت میں تفریق ڈالتے ہیں (۴)
جو اسلامی برتاؤ فرقِ اسلامیہ میں بیان کیا گیا ہے اِس سے زیادہ اور کچھ بیان کرتا ہوں
اُسے اچھی طرح دیکھیے وہ یہ ہے کہ جو برگزیدہ صفات علمائے ربانیین اور محدثین
اہلِ سُنّت کی مدح میں اکابر بیان کرتے ہیں وہی صفات تمام فرقِ اسلامیہ کے محدثین
کاملین کے لیے بیان کی ہیں۔ مسلمانو! ثقہ ہونا متقی ہونا دیندار ہونا ثبت ہونا اِسی
طرح اور صفات ہیں۔ کتبِ رجال کے دیکھنے سے ہمارے اکابر کی حق پسندی اور
سچائی مثل آفتاب کے روشن ہوتی ہے۔ یعنی جنھیں مُتبع سمجھ لیا ہے اُنکی ہر جزئی خوبی کو تلاش
کرکے لکھتے ہیں اگر کسی میں زہد کی صفت زیادہ ہے تو اُسے زاہد لکھینگے اور اگر عبادت
زیادہ کی ہے تو اُسے عابد لکھینگے پھر اسی میں اُن کے زہد اور عبادت کے متعلق اگر حکایات
معتبر ہے تو اُس سے نقل کردیا ہے یہ نہیں ہے کہ اپنے مذہب کے خلاف اُنھیں دیکھکر
اُن کی تمام خوبیوں سے آنکھ بند کرلیں اور بجز معلون کرنیکے کوئی اُنکا شیوہ نہو۔ اِس
سے بھی اور زیادہ سُنئے۔ ہمارے اکابر نے دیندار مبتدعین کاملین کی صرف معمولی
تعریف ہی نہیں کی بلکہ جو دینی القاب عظیم الشان اکابر اہلِ سنت کو دیتے ہیں وہ کاملین

اہلِ بدعت کو بھی دیے ہیں مثلاً امام ہونا۔ حجت ہونا۔ امیر المومنین ہونا۔ آمیر الناس ہونا نقشہ میں عبد الوارث اور ہشام الاستوائی اور عمر بن ذر۔ عباد بن العوام کی کیفیت ملاحظہ کیجائے۔ اِس سے اظہر من الشمس ہوتا ہے کہ صرف کسیقدر عقیدہ کی خرابی سے اہلِ کمال مردود نہیں ہو جاتے۔ بلکہ فسق وفجور کے دوسرے اسباب ہیں جن سے مردود ہو سکتے ہیں

(۵) نقشۂ مسطورہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر قسم کے مبتدعین سے شیخین میں بلکہ صحاح ستہ میں روایت ہے یعنی ایسے بدعتی بھی ہیں جو بدعت کیطرف داعی نہیں تھے اور ایسے بھی ہیں جو داعی تھے اور قتادہ کی کیفیت میں یحییٰ بن شہید کے قول سے یہ ظاہر ہوا کہ ایسے لوگوں کی روایت کتب حدیث میں کثرت سے ہے پھر راویوں میں ایسے بھی ہیں کہ وہ بعض اصحاب کرام کو بُرا کہتے تھے۔ چنانچہ جریر بن عثمان کے حال میں تہذیب التہذیب میں ہے۔ قال ابن حبان کان یلعن علی بن ابی طالب بالغداۃ سبعین مرۃ وبالعشی سبعین مرۃ۔ یعنی صبح وشام ستر ستر مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کرتا تھا (نعوذ باللہ تعالیٰ) اگرچہ ذہبی نے اِسکا انکار نقل کیا ہے مگر ابن حجر تہذیب التہذیب میں غیاث کا مقولہ لکھتے ہیں کہ جریر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی کرتا تھا یحییٰ بن صالح کہتے ہیں کہ سات برس تک صبح کی نماز میں نے اُن کے ساتھ پڑھی ہے۔ دیکھا کہ جب تک ستر مرتبہ علیؓ پر...... نہیں کر لیتا تھا مسجد سے باہر نہیں جاتا تھا۔ اب ان لوگوں کے مقابلہ میں کسی ایک کا انکار نقل کرنا پایۂ اعتبار پر نہیں ہو سکتا۔ اسکے علاوہ اور بھی بعض راوی ایسے ہیں چنانچہ جریر بن عبد الحمید۔ عباد بن یعقوب۔ غرضکہ ہر قسم کے مبتدعین سے روایت کتب احادیث میں ہیں۔ لہذا اقوال نقل کرنا اس امر میں فضول ہیں اِسقدر لکھنا کافی ہے کہ اگر بدعت کفر کی حد تک پہنچ گئی ہو اُسوقت بھی

محققین کا مذہب یہی ہو کہ انکی روایت مقبول ہو بشرطیکہ جھوٹ بولنے کو حرام جانتا ہو چنانچہ امام فخرالدین رازی محصول میں اور علامہ بیضاوی منہاج میں اور علامہ ابن ہمام تحریر میں اسی امر کو حق لکھتے ہیں اور خطیب نے اہل نقل اور متکلمین کے گروہ سے اس مذہب کو نقل کیا ہو اور اگر تحقیق کو ایسا عام کر دیا جاوے جیسا کہ اسوقت کے بعض مولوی کرتے ہیں تو بہت روای بیننے جینے تحقیق زور شور سے ہو سکیگی۔

الغرض سلسلہ احادیث سے اور محققین حنفیہ و شافعیہ کے قول سے یہ ثابت ہو کہ ہر قسم کے بدعتی کی روایت درست ہے۔ اور صحاح ستہ میں اُن سے روایت موجود ہے مگر جو اپنے مذہب کی تائید کے لیے جھوٹ کو جائز جانتا ہو اُسکی روایت اور شہادت بالاتفاق مردود ہو خواہ بدعتی ہو یا سُنی۔ اسمیں شبہہ نہیں کہ کتب اصول حدیث میں لکھتے ہیں کہ صحیح اور معتمد مذہب یہ ہو کہ جو صحابہ کو سب و لعن کرے اُسکی روایت معتبر نہیں اسکا مطلب یہ ہو کہ جسقدر نبوت کے زمانے سے بُعد ہوتا گیا اُسیقدر مسلمانوں میں بُرائیاں آتی گئیں۔ اب قبلہ میں جو گروہ سب و لعن کرتا تھا اُسمیں جھوٹ اور تقیہ کی ایسی ترقی ہوئی کہ سے وہ بہت بڑا ثواب جاننے لگے اُسوقت اُن کے قول پر اعتبار نہ رہا اور علماے تابعین نے کہدیا کہ جو سب و لعن کرے اُسکی روایت معتبر نہیں۔ حضرات فہمیدہ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ اعتبار نہ کرنا درحقیقت اُن کے سب کی وجہ سے نہیں بلکہ اُس جھوٹ کی وجہ سے ہے جو اُنھوں نے اپنا شعار کر لیا تھا اب بعض راوی ایسے بھی ہونگے جو اس جھوٹ کے شائع ہونے سے پہلے روایات کر چکے ہونگے اور بعض ایسے بھی نکلینگے جو جھوٹ کے شیوع کیوقت بھی اس نکوہیدہ صفت سے اجتناب کرتے ہوں جو جھوٹ سے بری رہتے تھے۔ نقادین رجال نے

عوام میں بدنام کر سکتے تھے اُس کی نظیر اسوقت میں موجود ہی وہ یہ کہ ۱۳۱۱ھ میں جم غفیر علمار نے ایک مجمع قائم کیا اُسمیں اہل سنت کے سوا دوسرے عقیدے کے بعض علما وغیرہ بھی شریک کیے گئے اُسپر بعض اہل سنت نے جن کے نزدیک مختلف عقائد کے لوگوں کا اجتماع اچھا نتھا اسقدر فتنہ اُٹھایا اور شور وغل مچایا اور بڑے بڑے صلحا اور علمار کو جہانتک اُن سے امکان میں تھا ذلیل کیا - کیا یہ حضرات دراصل مقلد اور سلف صالح کے سچے پیرو کہے جائینگے - ہرگز نہیں - نہایت ہی ظاہر ہو کہ جو سلف صالح کی روش کے خلاف کرے اور اپنے کو مقلد کہے وہ عوام کو دھوکہ دیکر اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے دین کی تائید اور مسلمانوں کی بہی خواہی ہرگز اُسے منظور نہیں ہی جو سلف صالح کے خلاف کرے وہ مسلمانوں کا خیرخواہ نہیں ہوسکتا اب ایک شبہہ باقی رہا جاتا ہی اُسکا فیصلہ بھی ضروری ہی وہ یہ ہی کہ جب بدعتی کو محدث کا اُستاد بنانا درست ہوا اور اکابر نے بنایا ہی اور اُن کے لیے ہر طرح کے کلمات مدحیہ کہے یہاں تک کہ اُنھیں امام کہدیا تو اِس سے زیادہ اور کیا اُن کی تعظیم ہوگی اور بدعتی کی تعظیم صریح حدیث کے خلاف ہے - حدیث میں ہی - من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی هدم الاسلام - اسکے علاوہ عوام کے لیے یہ زیادہ موجب گمراہی ہی مجھے یاد پڑتا ہی کہ اسکا جواب کسی ندوہ کے حامی نے اپنے رسالہ "ارشاد الکملا" میں اچھا دیا ہی - محققانہ جواب ہے - مگر مجھے نہ ندوہ سے مطلب ہے نہ اُسکے رسالے سے - میں تو موٹی سی ایک بات کہتا ہوں کہ محدثین کا مبتدعین سے روایت کرنا تو ہر طرح ثابت ہے اِسمیں تو کسیطرح شک وشبہہ نہیں - پھر حدیث کی حالت کو اور اُسکے مطلب کو محدثین ہی خوب جانتے اور سمجھتے تھے یہ کیسے ہو سکتا ہی کہ عام محدثین کسی حدیث کے

خلاف کریں اور یہاں تک کہ اُن میں دام طریقہ جاری ہو تو سمجھیے کہ اُس خلاف کرنے میں کوئی غرض نہیں معلوم ہوتی بجز دین کی تخریب کے اور دین کی اشاعت کے انسداد کے سوا یہ کہ یا تو اکابر سلف کے نزدیک وہ حدیث ثابت نہیں ہے جیسے کہ اُس مسئلہ حدیث مذکورہ کے تین سلسلے بیان کرکے تینوں کو موضوع لکھا ہے۔ یہیں سے معنی سمجھنے میں غلطی ہوتی ہے۔ عقلمندوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے۔ جب اکابر سلف کا قول و عمل دکھا دیا اب اگر کوئی مجتہد بنکر اعتراض کرے تو ہم مجتہدانہ نہایت شافی جواب دے سکتے ہیں مگر اسوقت ہم اسیقدر جواب کافی سمجھتے ہیں۔ یہانتک جو طریقہ سلف بیان کیا گیا تو یہ اُسوقت کا طریقہ ہے جسکی خیر اور بہتری کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت دی ہے۔ یعنی ارشاد خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔

اب چاہتا ہوں کہ اسکے بعد کا نمونہ بھی اپنے بھائیوں کے روبرو پیش کروں تاکہ وہ غور کریں اور اسوقت کی روش سے مقابلہ کرکے امر حق کی پیروی کریں۔ اہل قبلہ سے میل جول کا برتاؤ قریب زمانہ تک رہا ہے یہاں تک کہ بعض کتابیں اُن کی تصنیف شدہ ہماری دین کی کتابوں میں داخل ہوئی ہیں اور اب تک داخل ہیں ہمارے ہاں اصل علوم دین میں تین ہیں فقہ۔ حدیث۔ تفسیر چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

علم دیں فقہ ست و تفسیر و حدیث

ان تینوں علموں میں غیر مذہب کی کتابیں ہمارے علماء میں مشہور اور متداول اور اسیطرح مقبول ہیں جسطرح علمائے اہل سنت کی تصانیف۔ ملاحظہ کیجیے فقہ میں قنیہ ہے اسکا مؤلف معتزلی ہے بلکہ اسوقت کے عرف میں نیچری کہنا چاہیے ان کی تعریف کے الفاظ دیکھیے۔ کان من کبار الائمۃ واعیان الفضلاء عالما کاملا

یعنی بہت بڑے اماموں میں سے تھے اور مشہور قضاۃ میں اور علماے کاملین میں سے تھے۔ ذرا غور فرمائیے کہ ہمارے اکابر متأخرین معتزلی کی اسقدر مدح کر رہے ہیں۔ اب جدید علماے اہل سنت کی روش کو دیکھیے کہ اگر کہیں وہابیت کا شبہ ہو جاوے تو پھر اُس عالم کی کیا نوبت ہوتی ہے نعوذ باللہ اور پھر دعویٰ تقلید اکابر ہے۔ صاحب قنیہ کا نام مختار بن محمود ہے۔ انکی وفات سنہ ۶۵۹ھ میں ہے۔ یہاں زیادہ لائق لحاظ یہ امر ہے کہ قنیہ کے مسائل محققین کے نزدیک زیادہ لائق اعتبار نہیں ہیں۔ مگر پھر بھی ہمارے علماء متأخرین نے کتابوں میں بہت جگہ اُسکے حوالے سے مسائل نقل کئے ہیں۔ ذرا عمدۃ تیں معتبر اور مشہور کتاب میں کثرت سے قنیہ کا حوالہ ہے اگر خلاف مذہب ہوتیں یہ جہت کچھ بھی تعصب کرتے تو قنیہ کا کہیں ذکر نہ کرتے کیونکہ قنیہ کچھ ایسی مستند اور معتبر کتاب نہ تھی کہ بغیر اُسکے حوالہ چارہ نہ تھا۔ علم حدیث میں مستدرک حاکم ہے اسکے مؤلف حافظ ابو عبد اللہ حاکم ہیں جنھوں نے اُن صحیح احادیث کو جمع کیا ہے جو صحیح بخاری او صحیح مسلم میں رہ گئی تھیں۔ اہل علم بخوبی واقف ہیں کہ ہمارے ہاں یہ کتاب کسقدر معتبر اور مستند ہے یہانتک کہ امام احمد بن حنبل کی مسند پر اسکو ترجیح ہے یہ کتاب صحیحین کے مرتبہ میں داخل ہے اور امام احمد کی مسند کو ہمارے علماء نے اس مرتبہ میں داخل نہیں کیا چنانچہ علامہ علی قاری نے شفاء قاضی عیاض کی شرح میں لکھا ہے۔

قد صرح اهل الصحيح اي من التزم صحة ما رواه كالشيخين وابن حبان وابن خزيمة والحاكم في كتبهم المعروفة والائمة كمالك واحمد وبقية

یہاں شفاء میں حدیث کی دو قسمیں ہیں اول وہ جسکو اہل صحیح اپنی کتاب میں روایت کیا ہے یعنی اُن حضرات نے جنھوں نے صحیح حدیث روایت کرنیکا التزام کیا ہے جیسے امام بخاری اور امام مسلم اور ابن

اصحاب الكتب الستة وغيرهم ممن لم يلتزموا في كتبهم الصحة.	حبان اور ابن خزیمہ اور حاکم انھوں نے اپنی مشہور کتابوں میں صحیح حدیث لانیکا التزام کیا ہی۔

دوسری قسم احادیث کی وہ ہو جسکو اور اماموں نے روایت کیا ہے جیسے کہ امام مالک ہیں امام احمد ہیں وغیرہم یہاں سے معلوم ہوا کہ حاکم کی کتاب مستدرک کو ہمارے علماء امام مالک اور امام احمد کی کتاب موطا اور مسند سے زیادہ معتبر سمجھتے ہیں اور حاکم کو بعض اکابر نے تو رافضی کہا ہے مگر علامہ شمس الدین ذہبی کہتے ہیں کہ رافضی تو نہیں ہیں مگر شیعہ ضرور ہیں اور بعض عقائد میزان الاعتدال میں نقل کیے ہیں اور انساب سمعانی نے بھی انکو شیعہ لکھا ہی۔ محدثین کی اصطلاح میں رافضی اُسے کہتے ہیں جو صحابہ رضی کو بُرا کہے اور شیعہ وہ ہے جو حضرت علیؑ کو اور صحابہ پر فضیلت دے بہرحال دونوں گروہ اہل سنت سے خارج ہیں اور اکابر اہل سنت نے ایک شیعہ کی کتاب کو اپنی کتب دینیہ میں داخل کیا اور معتبر سمجھا اور کثرت سے اس کی احادیث سند لائی جاتی ہی۔ تفسیر میں کشاف ہو جسکو علامہ زمخشری نے لکھا ہی ۵۳۸ھ میں انکا انتقال ہی باوجودیکہ یہ مشہور معتزلی اور سخت معتزلی ہیں مگر اکابر حنفیہ شافعیہ مالکیہ وغیرہم نے اس تفسیر کیطرف نہایت توجہ کی اور دُنیا بھر میں یہ تفسیر مقبول ہوئی۔ ذرا خیال کرنیکی بات ہی کہ معتزلی کا کلام تھا مگر اکابر اہل سنت کسطرح اُس کی طرف متوجہ ہوئے ہیں بعض نے کامل شرح لکھیں بعض نے کامل حاشیہ لکھا کسی کسی نے بعض بعض مقام کا حاشیہ لکھا کسی نے صرف اُسکو خطبہ سے کامل کیا۔ اسکے حاشیہ لکھنے والوں میں علامہ سعد الدین تفتازانی بھی ہیں جسکو علمائ نے بے نظیر حاشیہ کہا ہی اور علامہ قطب الدین رازی صاحب قطبی بھی ہیں اس حاشیہ پر جمال الدین اقسرائی نے اعتراضات کیے ہیں اُسپر عبد الکریم بن عبد الجبار

نے محاکمہ کیا ہی جسکا انتقال ۷۴۳ھ میں ہوا اور اسکے ایک محشی سید جرجانی بھی ہیں اس شرح پر محی الدین بن الخطیب نے حاشیہ لکھا ہو۔ سید شریف کا انتقال ۸۱۶ھ میں ہوا اور محی الدین کا انتقال ۹۰۱ھ میں ہی۔ سید صاحب نے حسب عادت اپنی کشاف پر اعتراضات کئے ہیں۔ علامہ برہان الدین نے اُن اعتراضوں کے جواب دئیے ہیں۔ اس سب تعصبانہ روش پر غور کیجیے کہ ایک سید سُنی نے جو ایک معتزلی کی کتاب پر اعتراض کیے تھے اُسکا جواب معتزلی کیطرف سے ایک عالم اہل سنت نے دیا اور امر حق کو ظاہر کیا۔ معتزلی کی کتاب پر علماء کی توجہ کو دیکھا جائے کہ حاشیہ پر حاشیہ لکھا گیا پھر اُسپر تیسرا حاشیہ۔ ان محشیوں کے نام میں نے اسلیے لکھے کہ اُن کو وہ طلبا بھی جانتے ہیں جنھوں نے تفسیر قطبی اور تلویح پڑھی ہی۔ کتنے علماء اُسکی طرف اس طرح متوجہ ہوئے کہ اُسکا اختصار کیا چنانچہ علامہ قطب الدین نے ۸۰۰ھ میں اور علامہ محمد انصاری نے جنکی وفات ۹۶۶ھ میں ہوا اور علامہ عبد الاول نے جنکی وفات ۸۹۵ھ میں ہی۔ سب سے عمدہ اور برگزیدہ انتخاب علامہ ناصر الدین بیضاوی کا ہو جو دنیا میں مشہور اور مقبول ہی۔ علامہ بیضاوی کا انتقال ۶۹۱ھ میں ہی۔ بعض نے احادیث کشاف کی تخریج کی ہی۔ ان حضرات میں امام جمال الدین زیلعی حنفی بھی ہیں جنکا انتقال ۷۶۲ھ میں ہی علامہ ابن عسقلانی نے اسکی تلخیص کی ہی اب خیال کیجیے کہ ایک معتزلی اپنی کتاب میں بغیر سند کے احادیث لایا ہی ہمارے علماء احناف اُس کے قول کی سچائی دکھانیکو اُن احادیث کی سند بیان کرتے ہیں حقانی یہ لوگ تھے بعض نے اُس کے اشعار کی شرح کی ہی بعض نے اُسکے شواہد کی شرح کی کئی جلدوں میں بعض نے اُن مقامات کا عالمانہ جواب دیا۔ جہاں سے مفسر نے اعتراض کا ثبوت دکھایا تھا۔ ذرا غور کیجیے کہ علماے کرام کی اس قدر توجہ نے اس تفسیر

اور مخشری کی اسقدر عظمت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی
اسکے بعد تفسیر مذکور کے بعض خوبی و نقص نقل کرتا ہوں جس سے ہماری کتاب کی حقانیت
اور انصاف اظہر من الشمس ہو جاتا ہے

قال كتاب الكشاف كتاب عظيم	یہ کتاب کشاف عالی قدر اور بڑے مرتبہ کی کتاب
رفيع الشان لم يصنف في تصانيف	ہے نہ متقدمین کی تصانیف میں اسکی مثل کوئی کتاب
الاولين ولم يروا شبيهه في تصانيف الآخرين	ہے نہ متاخرین کی تصانیف میں۔

مخشری نے اس میں بہت مطالب لکھے ہیں جن میں سے دو تین جملوں کی نقل کو
کافی سمجھتا ہوں مخشری چونکہ دشمن اہل سنت میں ہیں اسلئے اس تعریف کے بعد
مصنف کے نقص و مثالب کو بھی بیان کر دیا ہے چند نقائص لکھے ہیں۔ مثلاً یہ کہ جب ایسی
آیت کی تفسیر مصنف کرتا ہے جسکا مضمون اسکی خواہش یعنی اعتزال کے خلاف ہو تو
فضول تکلف کرکے اس آیت کو ظاہری معنی سے پھیرتا ہے بغیر ضرورت کے اور کلام
کو طوالت دیکر اعتزال سے بھر دیتا ہے۔ دوسرا نقص یہ ہے کہ اولیاء اللہ پر طعن کرتا ہے
تیسرا نقص یہ ہے کہ فرقہ اہل سنت کو برے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ اب مجھے یہ کہنا ہے کہ یہ
عیوب جو بیان کیے گئے بہت بھاری نقص ہیں مگر جو مخشری یہ عیوب بیان کرتا ہے وہی
علماء۔ اس تفسیر کو ایسی بے نظیر کتاب کہتا ہے کہ اگلوں کی تصانیف میں اسکی نظیر ہے نہ پچھلوں
کی تصانیف میں۔ الحاصل ایسے عظیم عیوب کے ساتھ اسکی خوبیوں پر کامل نظیر ہے اور مخشری
کی حقانیت نے اس کے اظہار پر اسے مجبور کیا ہے اسوقت کے تعصب پر یہ امر حیرت انگیز
ہے کہ جس کتاب میں ایسے مذہبی عیوب ہوں اس کی طرف اکابر اہل سنت کی اسقدر توجہ
موجب ہوا کہ پڑھنا پڑھانا اسکا شروع ہوا اگر اسکے دیکھنے سے طلباء رکے اور اہل علم کے

عقائد خراب ہونگے - اور ہماری اِسقدر توجہ سے ایک معتزلی کی قدر و منزلت زیادہ ہوگی - پھر اِسکے علاوہ اہل سنت میں یہ تفسیر ایسی مقبول و مشہور ہوئی کہ دنیا میں شائع ہوگئی چنانچہ محشی مذکور کا اُسکی مدح میں یہ بلاغی ہے

وللّٰہ للعف قد قد اولتہ ایدی لا منظار فاشتہر فی الاقطار کالشمس فی نصف النہار

یعنی ان ہی خوبیوں کی وجہ سے دیکھنے والوں نے اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور ہر طرف وہ مثل آفتاب نیمروز کے مشہور ہوگئی -

اِسوقت بھی بعض علماء کاملین کے درس میں ہے - اکابر کے اس طرز عمل سے اظہر من الشمس ہوتا ہے کہ وہ فائدہ اُٹھانے میں تعصب کو دخل نہیں دیتے تھے بلکہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن پر عمل کرتے تھے یہ بھی اُنھیں خیال نہ تھا کہ کسی بدعقیدہ کی صحبت یا اسکے کلام سے اور دیکھنے سے ہمارے یا ہمارے گروہ حقہ کے عقائد خراب ہو جائینگے -

اگر ہمارے اکابر کا ایسا خیال ہوتا تو حدیث کی روایت مختلف فرقوں سے ہرگز نہوتی - کتب مذکورہ کی طرف اہل سنت توجہ نکرتے بلکہ اُسکی بُرائیاں بیان کرکے گروہ اہل سنت کو اِدھر متوجہ نہونے دیتے مگر اُن کے ایمان کامل تھے وہ اپنے مذہب کو ایسا قوی اور مستحکم جانتے تھے کہ مخالف کے وسوسوں سے اُسمیں ہرگز لغزش نہیں اُنھیں یہ کامل اعتقاد تھا کہ جو دل سچے عقائد کے نور سے منور ہے اُسمیں باطل عقائد کی ظلمت نہیں - اِسلئے یہ امر دیگر ہے کہ جو ازلی شقی ہو جسکے دل میں حقانی عقائد کا نور نہیں پھیلا گو بظاہر ایک وقت فرقہ حقہ میں اُسکا شمار ہو مگر اُسے ایک دن شقاوت ازلی نصیب ہونا ہو وہ کسی کے روکے نہیں رُکتی - اِسوقت کے اہل علم اپنے اور اپنے گروہ حقہ کو ایسا ضعیف الایمان سمجھتے ہیں کہ اگر ہماری جماعت میں ایک فاسدۃ العقیدہ

آجائے تو ہمارے عقائد کے فاسد ہونیکا احتمال ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ واقع میں ان کے ایمان ضعیف ہیں اُن کے قلب میں بشاشتِ ایمان نہیں آئی۔ تعلیم اُنکی اچھی نہیں۔ عمدہ دلائل مناسب وقت سے عقائد حقہ کو ذہن نشین نہیں کیا گیا۔ کامل الایمان اہل اللہ کی صحبت اُنھیں نصیب نہیں ہوئی جب وہ اپنے ایمان کو متزلزل سمجھ رہے ہیں باوجودیکہ اپنے آپ کو اہل علم اور کامل سمجھ رہے ہیں اسلئے اُنھیں یہ خوف ہوتا ہی مگر اُنکا ضعفِ ایمانی کسقدر لائق افسوس ہی کہ اپنی جماعت کو مخالف کے ایک شخص سے ضعیف سمجھتے ہیں یعنی ہماری جماعت کا اثر تو اُس شخص کو درست نکریگا بلکہ اُس ایک کا اثر ہماری جماعت کو خراب کردیگا۔

اے دردمندان پیروانِ اسلام پھر غور کرو کہ جب ہمارے سلف نے تمام اہل قبلہ سے وہ برتاؤ رکھا جسکا ذکر اوپر کیا گیا۔ یعنی حدیث اُن سے روایت کی اُنھیں دینی اُستاد بنایا اُن کی دینی مجلسوں میں خود گئے اور اُنھیں اپنی مجلسوں میں آنے دیا اُنکے فضل وکمال کی اُسیطرح مدح کی جسطرح اپنے گروہ اہل سنت کی۔ ہمارے متاخرین اکابر نے اُنکی بعض کتابوں کو اپنی کتب دینیہ میں داخل کر لیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے سلفِ صالح کی پیروی نکریں اور اپنے اکابر کی اقتدا کو چھوڑدیں اور اُسکے خلاف نہایت خطرناک طریقہ اختیار کریں جسکی مضرتیں ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں حیرت یہ ہی کہ مضرتوں پر خود خیال نہیں کرتے اور اگر کہا جاے اور نقصانات بتلائے جائیں تو بھی سُنتے نہیں۔ سمجھئے پھر یہ کیا ہی ذی علم ہیں اپنے ذاتی نفع اور نقصان کو خوب سمجھتے ہیں ذرا سا مالی نقصان دیکھیں تو شریعتِ محمدیہ سے منہ ہٹا کر حاکم وقت کے دربار میں فریادی پہنچیں مگر یہ علانیہ اسلامی مضرت اُن کے خیال میں نہیں آتی۔ جسکی وجہ سے ہندوستان

میں اسلام کا خاتمہ ہوا جاتا ہی۔ اب اہلِ دانش اسمیں غور کریں کہ یہ کیا بات ہی۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔ آخر میں میں یہ کہتا ہوں کہ میری تحریر سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں بدعت کو بُرا نہیں کہتا۔ حاشا وکلّا ہرگز ایسا نہیں۔ میں مبتدع کو بدعت کی حیثیت سے بُرا جانتا ہوں۔ چونکہ بدعات کی بُرائی میں بیشی او کمی ہی اسلئے جسقدر اُس بدعت میں بُرائی ہی اُتنا ہی بُرا اُس مبتدع کو سمجھتا ہوں جسمیں وہ بدعت ہے مگر اُسکے ساتھ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ مبتدع تو ہی اور اپنی غلطی فہم سے ایک بدعت کو اسنے اچھا سمجھ لیا ہی مگر کلمۂ توحید میں ہمارا شریک ہے اِسکے قلب میں اللہ پاک کی توحید اور افضل المرسلین حبیب ربُّ العٰلمین کی رسالت کی تصدیق ہی یہ سچے دل سے اُس سرورِ انبیا و حبیب کبریا کو سچا رسول مان چکا ہے جسپر ہمارا دل وجان قربان ہی۔ پھر کیسے ہم اُسے چھوڑ دیں اور اسلامی شرکت کو مٹا دیں اور ہمارے اکابر کے طرزِ عمل نے بھی ثابت کر دیا ہی جو ہم آپ کر رہے ہیں۔ اِسکے علاوہ ضعفِ اسلام اور دُشمنانِ اسلام کی قوت اہلِ دانش کو مجبور کر رہی ہی کہ کلمہ گو متفق رہیں کہ دشمنانِ اسلام کے اندرونی حملوں سے بچیں البتہ بظاہر تھوڑی سی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ یہاں محبت اور نفرت دونوں کے اسباب جمع ہوگئے ہیں پھر یہ دونوں ایک قلب میں کیسے جمع ہو سکتے ہیں اور اگر ہو سکیں تو اُسکا اندازہ کیا ہو سکتا ہے ہمارے برادر اگر غور فرمائینگے تو نہایت آسانی سے یہ اشکال دُور ہو جائیگا۔ اگر کسیکا بھائی یا بیٹا بدطور بنجائے تو خیال کرو کہ وہاں محبت اور نفرت کا اجتماع کیونکر ہوتا ہے اور اندازے سے یہیں سے سمجھ لو کہ یہاں محبت اور نفرت کیونکر ایک قلب میں جمع ہوتی ہیں اور کس انداز سے اُسکا برتاؤ ہوتا رہتا ہی اور یہ اگر کہو کہ یہاں محبت طبعی اور نفرت عارضی ہی اسلئے دونوں

جمع ہو سکتی ہیں تو میں یہ کہونگا کہ اگر رشتۂ اسلام جو ہمارے اور تمہارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں قائم کر دیا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اپنے قلب سے ہمارے قلب میں ڈالدیا ہے وہ ہمارے نزدیک نسبی رشتہ کی برابر بھی نہو تو حیف ہے ایسے اسلام پر۔ پھر ایسے لوگ رسول اللہ صلعم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہابیہ کو الزام دیتے ہیں افسوس صد افسوس۔ خیر یہ بات تو عاشقان رسول کی ہی خوب سمجھ گئے۔ لہذا عام فہم کیلئے ہم مقلدانہ جواب دیتے ہیں اور چونکہ حنفی ہیں اسلئے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی کا قول پیش کرتے ہیں جو سچے انکے پیرو ہیں وہ ضرور مانینگے اور جنھوں نے حنفیت کو عوام کی قبولیت کیلئے آڑ قرار دے رکھا ہے درحقیقت وہ حنفی نہیں ہیں اُنسے ہمارا خطاب نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ عالم متعلم ہے بطریق سوال وجواب کے اُس میں بہت باتیں ہیں اُس میں لکھا ہے۔

قال المتعلم اخبرني عن الاستغفار لصاحب الكبير هو افضل ام الدعاء عليه باللعنة قال العالم الذنب على منزلين غير الاشراك بالله فاي الذنبين يرتكب العبد فان الدعاء له بالاستغفار افضل لانه مومن من اهل الشهادة والدعاء لاهل هذه الشهادة بالمغفرة افضل لحرمة هذه الشهادة اذ ليس شي يطاع الله به افضل من الاقرار بهذه الشهادة وجميع ما امر الله من الفرائض في جنب هذه الشهادة اصغر من بيضة

شاگرد نے دریافت کیا کہ جو مسلمان بدراہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں اُنکے لئے مغفرت کی دعا کرنی چاہیئے یا بد دعا کرنی چاہیئے اُستاد عالم نے جواب دیا کہ شرک کے سوا گناہ دو قسم ہیں (ایک عقیدہ سے متعلق ہے دوسرا عمل سے یا یوں کہئے ایک صغیرہ دوسرا کبیرہ جسمیں عقیدہ کی خرابی ہے داخل ہے) انمیں سے یہ مسلمان جس گناہ کا مرتکب ہو اُسکے لئے مغفرت کی دعا افضل ہے کیونکہ وہ مسلمان ہے کلمۂ شہادت کا مقر ہے اور بھی ایسے شخص کیلئے مغفرت کی دعا ہی افضل ہے اس شہادت کی عظمت اور احترام کی وجہ سے۔ اسواسطے کہ اللہ تعالے کے فرمانبرداریوں میں کلمۂ شہادت کے اقرار سے

[illegible] رب السموات والارضين
وما بينهن [illegible] ان ذنب الاشراك
اعظم لذلك اجر [illegible] الشهادة
اعظم ... [illegible] بزدوی-

افضل کوئی شئ نہیں ہے اور تمام احکام الٰہی اس شہادت کے
مقابلہ میں اتنے ہی ہیں جیسا کہ آسمان و زمین کے مقابلہ میں
جیسا کہ شرک کا گناہ بہت بڑا ہے اس سے اس شہادت
کا ثواب بہت بڑا ہے۔

حضرت امام صاحب کا ارشاد اسوقت میں ہم احناف کیلئے کسقدر لائق لحاظ ہے جب تمام احکام الٰہی اور فرائض شرعی اقرار توحید و رسالت محمدی کے مقابلہ میں اس سے بھی زیادہ کم رتبہ ہیں جیسا کہ آسمان زمین کے مقابلہ میں۔ پھر اگر ایک شخص توحید و رسالت کے اقرار میں ہمارا شریک ہے بلکہ اسکے علاوہ بہت سے احکام الٰہی کو بھی مانتا ہے اور اُنپر عمل کرتا ہے صرف ایک دو حکم میں ہمارا خلاف ہے تو اب انصاف سے غور کرو کہ ہماری اور اسکی شرکت اور خلاف میں کیا نسبت ہے تمام احکام الٰہی کو صرف شہادت سے کسقدر کم نسبت تھی اور یہاں تو اس اقرار کیساتھ اکثر احکام الٰہی بھی شامل ہیں صرف دو چار احکام میں مخالفت ہے اب اس مخالفت کو اس شریعت اسلامی کیساتھ اندازہ کرو اور پوری حقانیت سے بلا ندامت ذرا کہو کہ سنی اور شیعہ یا معتزلی (نیچری) کے درمیان میں کس مرتبہ کی شرکت اسلامی ہے بلکہ حضرت امام اعظمؒ کا ارشاد یہ ثابت کرتا ہے کہ بقدر شرکت اسلامی اُن سے محبت رکھو اور برتاؤ کرو اور بقدر مخالفت کے اُن سے علیحدگی اور نفرت رکھو یہ نہیں کہ ادنٰی مخالفت سے شرکت اسلامی قطع کردیجائے اور انسے عداوت اور دشمنی ایسی کیجائے جیسی کفار سے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

اہلِ دانش کو ذرا تامل ہوگا کہ جو حضرات ایسا کرتے ہیں وہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہرگز نہیں ہیں کیونکہ اُنکے ارشاد کے صریح خلاف کررہے ہیں بلکہ وہ اپنے نفس کے مقلد ہیں

وَاللهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ